



انتساب:

ہر اس شخص کے نام جو نفس کی قید میں ہے

ہر اس ایلاف کے نام جو خدا سے وفا کرنا بھول گئی ہے

کتنے ارمان اک تمنا نے قتل کیے

دلِ نادان قفس سے راضی ہوا

عرصہ دراز ہوا مکاں نقل کیے

اورا

ایک نیم اندر ہیرے کمرے میں سسکیاں گونج رہی تھیں۔ دیوار پر لگے بہت سے فریمز کے شیشے چکنا چور تھے۔ اور کمرے کی حالت بھی عجیب تھی۔ ہر طرف گرد ہی گرد تھی۔ لڑکی فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے وہ لڑکی اٹھی اور دیوار سے ایک فریم اٹا کر زور زور سے دیوار میں مارنے لگی اور چیختی جا رہی تھی۔ چلا رہی تھی۔ وہ کوئی مجازوب معلوم ہوتی تھی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو اور بے بسی ٹپک رہی تھی۔ وہ فریم فرش پر پھینک کر دوبارہ اوندھے منہ فرش پر لیٹ گئی اور اسکی سسکیاں گونجنے لگیں۔ وہ یہ عمل ہر دس منٹ بعد دھراتی تھی۔

ابھی تھوڑی ہے دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ نیم وا ہوا اور ایک دم سے بہت سی روشنی کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ دروازہ روز یو نہی کھلتا تھا اور وہ روز نظر انداز کرتی تھی

اُسے اپنی آزادی نہیں چاہیے تھی پھر اُسے کیا چاہیے تھا۔ وہ جانتی تھی یہ دروازہ ابھی بند ہو جائے گا لیکن وہ اُس قید سے کیوں نہیں نکلتی۔ ہر چیز اختتام پر اچھی لگنے لگتی ہے۔ جیسے زندگی، سفر، قید یا آزادی اسکو اس قید سے نکلنا بھی تھا لیکن اس کو قید پسند بھی بہت تھی۔

دروازہ بند ہو چکا تھا اور وہ بے بسی کی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ وہ اٹھی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے اب بھی جاری تھے۔ وہ ایک قیدی تھی جو کئی سالوں پہلے سچ بولنے پر قید کی گئی تھی۔ وہ قید سے نہیں بھاگتی تھی، جانتی تھی وہ بھاگی تو وہ دوبارہ سچ بولے گی اور دوبارہ قید کر دی جائے گی۔ لیکن وہ کوشش کیوں نہیں کرتی بار بار قید سے آزاد ہونے کی کوشش کر کے کیوں نہیں دیکھتی شاید اسکو قید کرنے والے ایک دن سچ سننے کا حوصلہ پیدا کر ہی لیں۔ اُس نے ہمت کیوں ہار دی وہ یہی سوچ رہی تھی اور اُس میں ہمت پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ کھولا جو ازل سے کھلا ہوا تھا روشنی بہت سی روشنی نے اُس کا استقبال کیا۔

وہ آخر کار اس قید سے آزاد ہو گئی تھی۔ اسکو قید کرنے والی وہ خود تھی اور آزاد کرنے والی بھی وہ خود تھی اُس پر تہمت لگانے والی وہ خود تھی اور بے گناہ ثابت کرنے والی بھی وہ خود تھی۔

وَإِذَا سِمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيَ الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ
الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَأَكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

"اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اتارا گیا تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی، وہ کہتے ہیں: اے پروردگار! ہم ایمان لائے، سوتواہم کو ماننے والوں میں لکھ لے۔"

تقریباً رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ اور کسی لڑکی کی سرگوشیوں کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ کبھی وہ آواز مذہر سی کھکھلاہٹ میں بدل جاتی تھی۔ اور کبھی کوئی انتہائی راز درانہ بات میں بدل جاتی تھی۔ وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا۔ لیکن کسی نفس کو اس بات کا احساس تک نہیں تھا۔ پاس کی مسجد سے فجر کی آذان سنائی دینے لگی۔ لڑکی نے چونک کے وقت دیکھا۔ چار بج رہے تھے۔

"اتنی جلدی صبح ہو گئی۔ پتا بھی نہیں چلا۔"

وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔ دوسری طرف کچھ کہا گیا۔ لڑکی نے بھی مسکرا کر "اوکے" کہا اور فون بند کر کے وضو کرنے کے لیے اٹھ گئی۔ نماز پڑھ کر اُس کا جلدی سے سونے کا ارادہ تھا۔ اب اُس کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کتنی نیند میں ہے۔

وہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوئی۔ اور نماز ادا کرنے لگی۔ اُس کو بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن کس لیے۔ اچانک اُس کے ذہن میں وہی سب باتیں ایک ریل کی طرح چلنے

لگیں جو اُس نے ایک نامحرم سے رات کے اندھیرے میں کی تھیں، جب اللہ ساتویں آسمان پر آتے ہیں کہ انسان اپنی مراد کہے اور اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کرے۔ اور وہ کیا پڑھ رہی ہے اُس کے ذہن سے ہی نکلتا جا رہا تھا۔ خدا خدا کر کے نماز مکمل ہوئی۔ اور اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ وہ کیا مانگے اُس نے سوچا اور دعا مانگنے لگی۔

"میرے اللہ (شرمندگی زور سے محسوس ہوئی تھی) مجھے اس رشتے کو حلال کرنا ہے۔ (یقین نہیں ہے دعا میں۔ ہو بھی کیسے جب نفس کی غلاظت دل تک پہنچ گئی ہے۔) میں چاہتی ہوں میں آپکو بھی راضی رکھوں اور اُس انسان کو بھی (دین اور دنیا ساتھ لیے چلنے والوں کے ہاتھ میں دنیا ہی رہ جاتی ہے)۔ اللہ محبت کوئی گناہ تو نہیں ہے نہ (محبت گناہ نہیں ہے، محبت میں خدا کی حدود کو پار کرنا گناہ ہے)۔ اللہ مجھے اُس شخص کا ساتھ عنایت فرمادیں (اللہ کی بات نہیں مانتی تو اللہ کیوں تمہاری بات مانیں) دعا مانگ کر وہ اٹھی اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔ سونا بھی تھا اور اٹھ کر یونیورسٹی بھی جانا تھا۔ اُف کتنی مشکل زندگی ہے (کسی نے تو نہیں مشکل بنائی تُم نے خود ہی بنائی ہے)۔

"ایلاف اٹھ جاؤ۔۔۔ ٹائم نہیں ہے ناشتہ کرو اور یونیورسٹی جاؤ۔"

اُس کی ماما پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے اٹھا رہی تھیں۔

خوشخبری (راستہ متوجہ ہوں)

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور ان کی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ اگر آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کو الٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دیئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email: aatish2kx@gmail.com

"اٹھ رہی ہوں ماما۔"

وہ کافی جدوجہد کے بعد بالآخر اٹھ گئی تھی اور تیار ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھی۔

"ایلاف تم دن بدن سست ہوتی جا رہی ہو۔ نہ کوئی کام کرنے کا تمہارا دل کرتا ہے نہ ہی یونیورسٹی جانے کا۔ سدھر جاؤ۔"

"اما آپ بھی صبح صبح شروع نا ہو جایا کریں۔"

اُس نے بیزار سی شکل بنایا کہا۔

"ماں سے بات کرنے کی تمیز بھی بھولتی جا رہی ہو۔"

وہ نظر انداز کر کے یونیورسٹی جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کے بابا اسکو یونیورسٹی چھوڑ کر اور لے کر آتے تھے۔ اور یہ ڈیوٹی وہ بخوبی سر انجام دیتے تھے۔

"بابا آج میری شام تک کلاس ہے۔۔۔ تو دیر ہو جائے گی"

"کوئی بات نہیں مجھے کال کر دینا میں اسی وقت آ جاؤں گا"

اتنے میں یونیورسٹی آگئی تھی۔ وہ ایلاف کو ڈریپ کر کے واپس چلے گئے تھے۔ اُن کا اپنا اسٹیبلیشمنٹ بزنس تھا اور بہت سکون سے زندگی گزر رہی تھی۔

ایلاف کی یونیورسٹی میں کوئی دوست نہیں تھی نہ ہی اسکو دوستیاں کرنا پسند تھیں۔ وہ فارغ وقت میں کیفے یا لا بھریری میں پائی جاتی تھی۔

کلاس ختم ہونے کے بعد اگلی کلاس میں ابھی وقت تھا۔ تو وہ کیفے چلی گئی۔ اس نے سوچا وہاں وہ سکون سے بیٹھ کر میران سے بات کرے گی۔ اُس نے جوں لیا اور بیٹھ کر انجوابے کرنے لگی۔ میران کو آج یونیورسٹی سے آف تھا، وہ دونوں الگ الگ یونیورسٹیز میں زیر تعلیم تھے۔ میران سے بات کر کے اسکو بہت اچھا لگتا تھا۔ اسکو لگتا تھا کہ میران سے زیادہ اسکو کوئی چاہ نہیں سکتا اور نہ ہی پیار کر سکتا ہے۔ (جب نا محروم کا پیار آپ کے دل پر پڑ جاتا ہے تو محروم کے پیار کی کوئی جگہ نہیں بچتی۔ اُسے بھی ایسا ہی لگتا تھا کہ اُسکی ماما اور بابا اب اسکو اس طرح پیار نہیں کرتے جیسے پہلے کرتے تھے۔ اور بھائی سے بھی وہ بونڈنگ نہیں رہی تھی۔)

"یار میں ایسی لڑکیوں کو بچ نہیں کرتی"

اُسے اپنے پیچھے والے ٹیبل سے آواز سنائی دی تھی۔ اُس نے نظر انداز کرنا چاہا لیکن اُسکی اگلی بات پر وہ متوجہ ہوئی۔

"میں بھی بچ نہیں کر رہی۔۔۔ میں بس اتنا کہہ رہی تھی کہ ان لڑکیوں کو کیوں احساس نہیں ہوتا یہ سب سراب ہے دھوکا ہے۔"

"کیوں کہ ان کا اپنے نفس پر بس نہیں چل رہا ہوتا۔ یہ اپنے نفس کو اپنا خدا بنا لیتی ہیں۔ اور خدا کی حدود کی پامالی کرتی ہیں۔"

"او۔۔۔ لیکن میں نے اکثر لڑکیوں سے سنا ہے کہ محبت اللہ دل میں ڈالتے ہیں۔"

"بیشک محبت اللہ دل میں ڈالتے ہیں۔ لیکن ہمیں محبت اور وسوسے میں فرق کرنا آنا چاہیے۔"

"کیسے فرق کر سکتے ہیں"

"جب انسان کے اوپر کوئی برا وقت گزر رہا ہوتا ہے نہ، اگر تب وہ وسوسوں میں پڑ جائے تو خسارہ ہی خسارہ ہے اُس کی جگہ اگر وہ اللہ سے مدد مانگتا ہے تو اللہ خوش ہوتے ہیں کے یہ میرے پاس آیا ہے۔ لیکن اُس نے کسی نامحرم کو چنا، اللہ کو چھوڑ کر شیطان کے پیچے چل پڑا۔"

ایلاف سب باتیں سن رہی تھی اور اُس کے دل پر یہ باتیں اثر انداز ہو رہی تھیں۔ ایسا ہی ہوا تھا اُس کے ساتھ بھی جب اُس کے کانج میں مسئلہ بناتھا تو وہ بہت پریشان رہنے لگی تھی اور تب ہی میران نے اُس سے کانٹیکٹ کیا تھا۔ وہ پہلے نظر انداز کرتی رہی تھی۔ لیکن میران بار بار اُس کے پیچے آیا تھا۔ اُس سے کانٹیکٹ کرنے کی بار بار کوشش کی تھی۔ لیکن اُس کے دل میں فوراً سے ایک اور خیال آیا۔ اُس نے میرے لیے کتنی ایفرٹس کی تھیں، کون اتنی بار ٹھکرائے جانے پر کسی کے پیچے جاتا ہے۔ ان کو خود کوئی منہ نہیں لگاتا تو بیٹھ گئی ہیں دوسروں کو جج کرنے۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بننے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضمون، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سو شل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- [FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST](https://www.facebook.com/groups/144111111111111)

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"تو ایسی لڑکیوں کو ہدایت نہیں ملتی؟ خدا اپنے بندے کو ایسے ہی تو نہیں چھوڑ دیتا نا۔"

"ملتی ہے۔ بار بار ملتی ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے نا ملے۔ لیکن بہت خوش نصیب ہوتی ہیں وہ لڑکیاں جو اس ہدایت کو تھام لیتی ہیں۔"

"مطلب۔۔۔ میں سمجھی نہیں"

"پہلے تو ان کو نفس لو امہ سمجھاتا ہے کہ یہ سب دھوکا ہے اس میں کچھ نہیں رکھا۔ پھر بھی جب نہیں سنتیں تو پھر ان کو وارن کیا جاتا ہے۔ کے باپ کی عزت، اپنی عزت، مان سب داؤ پر لگ جائے گا۔۔۔ لیکن"

"لیکن کیا۔۔۔"

ایلاف کی برداشت ختم ہو رہی تھی۔ وہ وہاں سے اٹھنا چاہتی تھی لیکن وہ اُن کی باتیں بھی سننا چاہتی تھی۔ اُس کی کہانی اُس کے دل کی کہانی زبان زدِ عام پر کیسے تھی۔

"لیکن یہ کہ وہ اس سب کو بھی پس پُشت ڈال دیتی ہیں۔ اور کچھ لڑکیوں کو یہ خیال روز کچوکے لگاتا ہے، لیکن وہ خود کو بے بس محسوس کرتی ہیں"

"بس پھر وہ اسی راہ کی راہی رہتی ہیں کیا؟"

"نہیں ہدایت ہر لمحہ ملتی ہے، کبھی شرمندگی کی صورت، کبھی کوئی آیت اور کبھی کسی کی گفتگو۔ جیسے کیا پتا کوئی ہمیں سن رہا ہو اور اُس کے دل میں ہدایت داخل ہو رہی ہو"

"ہاں بلکل ہو سکتا ہے۔"

"ایک بات بتاؤں، گولڈن ایڈ واکس ہے۔"

"ہاں ہاں لازمی بتاؤ"

ایلاف کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔

"غلط راستے سے جتنی جلدی ہو سکے مُڑ جانا چاہیے۔ قدموں کے زخم بھرنے میں بھی وقت لگتا ہے۔"

وہ دونوں لڑکیاں وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھیں لیکن ایلاف۔۔۔ ایلاف کہیں کھو گئی تھی۔
لیکن میں کہاں غلط ہوں۔ میں نے صرف محبت ہی تو کی ہے۔ کیا غلط ہے اس میں (یہ سوچ غلط ہے۔ محبت تو کر لی اُس کے بعد کیا کیا ہے۔۔۔ ہاں! ایلاف بولو اب خاموش کیوں ہو۔۔۔ بولوا ایلاف! آدھی رات تک نا محروم سے باتیں کیا اجازت ہے اسکی؟)

ایلاف کا دماغ گھوم رہا تھا۔ اُسکو بے چینی ہو رہی تھی۔ دل کر رہا تھا کہیں چلی جائے دور بہت دور۔۔۔ اُس نے اپنے بابا کو فون کر کے بلالیا تھا۔ اُسے جلد از جلد گھر پہنچنا تھا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

گھر پہنچتے ہی وہ اپنے کمرے میں قید ہو گئی تھی۔ اس کی مامانے کئی بار پوچھا کیا ہوا ہے۔ اس نے سر درد کا بہانہ کیا اور لیٹ گئی۔

وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو پر نظر ثانی کر رہی تھی۔ کب اس سے کون سی غلطی سر زد ہوئی ہے۔ یہ کیسی بے چینی ہے۔ مجھے چین کیوں نہیں ہے۔ اس کا رونے کا دل کر رہا تھا۔ لیکن اُس سے آنسو بھی شاید خفاف تھے۔

ہر شخص اپنے اندر تہائی کا شکار ہے۔ یہ ہنستے مسکراتے لوگ، اپنے اندر ناجانے کتنی جنگیں لڑ رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کسی فیصلے پر ندامت، کبھی کسی نتیجے کی فکر (ایک شخص انتہائی خوبصورتی سے ان الفاظ کو قلم سے کاغذ تک لا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں ڈارک براون تھیں۔ جو ان الفاظ کو نہایت انہاک سے کاغذ پر اترتا دیکھ رہی تھیں۔ اور شفاف رنگت اور تیکھے نقوش وہ انتہائی جازب نظر تھا) کبھی کسی سے کی گئی بد تمیزی پر ندامت تو کبھی اپنے حق کے لیے بھی نابولنے کا دکھ۔ غرض ہر انسان خود سے ہی جنگ میں مصروف ہے۔ خدا

کے لیے عبادت کا وقت نہیں ہے مگر خدا سے ہزاروں شکوئے ہیں۔ ہر حد کو پامال کیے جا رہے ہیں۔

اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو صرف نجح کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کسی کو اُس کے گناہوں کی بیس پر نجح نہیں کر سکتے۔ یہ اختیار آپ کو حاصل نہیں ہے۔ (رات کا ایک نجح رہا تھا اور وہ مسلسل لکھے جا رہا تھا۔ اُس کو ان بے جا گھٹری ثقافتوں سے بہت سے مسکنے تھے) اگر کسی لڑکی نے پر دہ کر رکھا ہے اور وہ کسی لڑکے سے ملتی ہے تو آپ اس کے پر دے کو اس کے گناہ کی بیس پر کیوں نجح کر رہے ہیں۔ کیا پتہ وہ بھی ہدایت کی تلاش میں ہو۔ جب ہم خود ہی حدود کو پھلانگ گئے ہیں تو دوسروں کو کیوں کر نجح کر سکتے ہیں۔ اُس کو سمجھا سکتے ہیں تو سمجھائیں لیکن طعن و ظعن سے پرہیز کریں۔

اس شخص نے قلم رکھا اپنا چشمہ اُتارا اور کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ اُس کو بھی کچھ فیصلے کرنے تھے۔ اُس کو بھی ہدایت درکار تھی۔ (ہدایت صرف گناہ سے بچ رہنے کو نہیں کہتے۔ انسان اپنی زندگی میں جتنے بھی چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے فیصلے لیتا ہے اُسے ہدایت درکار ہوتی ہے۔ اور پھر اللہ سے محبت کرنے والے تو ویسے ہی ہر جگہ اللہ کو ڈھونڈتے ہیں)

کمرے میں کوئی داخل ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا اُس کی ممما ہیں۔ اور وہ اُن کا اگلا سوال بھی جانتا تھا۔

"عیسیٰ بیٹا ابھی تک جاگ رہے ہو؟"

اُس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

"جی ماما تھوڑا سا کام باقی تھا۔ وہ مکمل کر رہا تھا"

"اچھا سو جاؤ اب کافی دیر ہو گئی ہے۔"

"جی ماما بس ختم کر کے سوتا ہوں"

"اچھا پھر۔۔۔ کیا سوچا ہے ٹم نے؟"

"اگر آپ کو ٹھیک لگتا ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ لیکن اُن کی مرضی بھی اہم ہے یہ بات ذہن میں رکھیے گا"

"ٹھیک ہے میں کل ہی جاؤں گی ہالہ کی طرف"

انہوں نے مُسکرا کر اُس کا ماتھا چوما اور چلی گئیں اور وہ اٹھ کر وضو کرنے لگا

تجدد کے نوافل ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اُس کے پاس مانگنے کے لیے بہت کچھ تھا۔ اپنی سارے دن کی کہانی وہ ہر دعا میں اللہ سے شیئر کرتا تھا۔

"اللہ پاک میں نہیں جانتا وہ کیسی ہیں نہ میں نے کبھی اُن کو دیکھا ہے۔ مجھے اُن کی صورت سے نہیں اُن کی سیرت سے غرض ہے۔ اللہ پاک اُن کو اپنے محبوب بندوں میں شامل رکھیے گا اور اگر اُن کے پاس نہیں ہے تو ہدایت کا تحفہ عنایت فرمائیے گا۔ آمیں" یہ ایلاف کے لیے عیسیٰ کی پہلے دعا تھی۔

وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بِالْغَمْرِ عَلِيمٌ
قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قُدْرًا

"اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہی اُس کے لیے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار مقرر کر رکھی ہے۔"

"رزق" کا لفظ قرآن میں صرف کھانے پینے اور دنیاوی وسائل کے لیے استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کے معانی بہت وسیع ہیں۔

1. ظاہری رزق : کھانا، پینا، مال و دولت، صحت، وسائل۔

2. باطنی رزق : ایمان، ہدایت، محبتِ الہی، سکونِ قلب، علم، معرفت۔

اللہ نے ہر چیز کے لیے "قدر" مقرر کی ہوئی ہے۔ یعنی حالات، وقت، لوگ، وسائل۔ سب کچھ اللہ کی مصلحت اور تقدیر کے مطابق ہے۔ ایلاف کے لیے ہدایت کی دعا وہاں سے کی گئی تھی جہاں سے اُس کو گمان بھی نہیں تھا۔

"عثمان نہیں کرو پلیز ہم پر یہ ظلم مت کرو"

وہ گڑ گڑا رہی تھی لیکن شاید سامنے والا انسان پتھر دل تھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے صالحہ اور اب میں پیچھے نہیں ہٹوں گا"

اس نے گویا موت کا پروانہ لہرایا تھا۔

"لیکن ہم تمہاری فیملی ہیں تم ہمیں کیسے چھوڑ سکتے ہو؟"

وہ شخص اٹھا اور صالحہ کی طرف بڑھا

"میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا اب۔۔۔ تم اور یہ (اس نے ڈرے سہمے بچے کی طرف اشارہ کیا) اب تمہارا مسئلہ ہے"

وہ بچہ کبھی اپنی ماں کو دیکھتا جو کب سے روئے جا رہی تھی نہ جانے اس کے باپ کو کیا کہہ رہی تھی۔

"یہ ہمارا بیٹا ہے عثمان۔۔۔ تم اتنے سنگ دل کیسے ہو سکتے ہو؟"

"تو میں کیا کروں کب تک اس چھوٹے سے گھر میں تمہیں برداشت کروں وہ بھی جو تمہارا ہے۔۔۔ تم کب مجھے چلتا کرو اس سے اچھا نہیں ہے میں خود ہی چلا جاؤں"

اس نے اس گھر کی طرف اشارہ کیا تھا جو صالحہ کے باپ نے اسے شادی کے تھنے میں دیا تھا۔

"تم میرے شوہر ہو کیسی باتیں کر رہے ہو"

"مسئلہ پتا کیا ہے؟ میں تمہیں اب مزید برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ اور میں جا رہا ہوں اب تم جو مرضی کرو مجھے فرق نہیں پڑتا"

اور وہ سنگ دل انسان اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کو نہ اپنے بچے کی فکر تھی نہ ہی بیوی کا خیال۔

اور صالحہ سوچ رہی تھی کہ یہ تھا وہ شخص جس کے لیے وہ لڑی تھی اپنے باپ سے یہ تھا جس کے لیے اس نے سب سے جنگ کی تھی۔ آج دوسری عورت کے پیچھے چل پڑا

تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا اسے اب کیا کرنا ہے۔ وہ اپنے بچے کی طرف بڑھی اور اس کو گود اٹھا یا۔

"عیسیٰ تم مجھے کبھی دھوکہ نہ دینا بیٹا۔۔۔ مما تمہارے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں"

اور اس بچے نے اپنی ماما کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا جیسے اس سے بڑھ کر محفوظ پناہ گاہ کوئی نہیں ہو سکتی۔

گرمیوں کا اختتام اور سردیوں کی آمد اور یہ تھا ایلاف کا پسندیدہ موسم جب ہوانہ سرد ہوتی ہے کہ ہڈیوں میں گھس جائے نہ گرم کے آپ کا میستر شاٹ ہو جائے۔ وہ یونیورسٹی میں ایک بیچ پر بیٹھی تھی، ہوا چل رہی تھی اور اُس کو درخت کے نیچے بیٹھ کر ایک عجیب سا سکون محسوس ہو رہا تھا۔ آہ یہ سکون ہی تو چاہئے اسکو۔۔۔

"ایکسکیوویز می آپ چلیں گی ہمارے ساتھ"

دو لڑکیاں اسکے پاس آکر بولیں۔ ان میں سے ایک اُس دن والی لڑکی تھی جو کیفے میں باتیں کر رہی تھیں۔

"کہاں؟"

"نہر کا وقت ہو گیا ہے۔ اور ہماری میم نے ظہر کی نماز کے لیے آڈیو ریم مختص کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ راستے میں سب کو دعوت دیتے ہوئے آیا کرو"

"جی میں چلتی ہوں"

تقریباً سب لڑکیاں ہی جا رہی تھیں۔ وہ بھی چل پڑی۔

سب وضو کر کے شامل ہوتے جا رہے تھے۔

نماز پڑھ کر وہ جانے لگی لیکن ابھی کوئی بھی نہیں اٹھا تھا۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔ شاید میم نے دعا کروانی ہے۔ اس نے سوچا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی اٹھی اور سب کے ایک ایک صفحہ دینے لگی اُس کو بھی دے دیا گیا۔ جب سب کو صفحہ دے دیے گئے تو میم نے اُن کو اپنی زندگی کے گول اور سینٹر آف لائف لکھنے کا کہا۔ اُس نے بھی لکھے۔ ماما بابا کو خوش کرنا، بزنس وومن بننا اور سینٹر آف لائف مطلب جس کے لیے میں سب کرنا چاہتی ہوں۔ میرے والدین اور (نہیں میں میران کا نام نہیں لکھ سکتی، میں نجح نہیں ہونا چاہتی) میں خود۔

"کوئی بتائے گا کہ اُس نے کیا لکھا ہے"

"جی میم"

یہ وہی لڑکی تھی جو اسکو ساتھ لے کر آئی تھی۔ اور کیفے میں اپنی دوست کو سمجھا رہی تھی۔

"میرے گولز ہیں کہ مجھے اللہ کی نظر میں اپنا مقام بنانا ہے اور میرا سینٹر آف لائف بھی اللہ ہیں---"

میم اس کا جواب سن کر کافی متاثر ہوئی تھیں اور ایلاف حیران مطلب کتنی پر سکون لگتی ہے نہ یہ۔

"بلکل آپ کا سینٹر آف لائف اللہ تعالیٰ ہی ہونے چاہئے۔ آپ کی زندگی کو اللہ کے گرد گھومنا چاہیے ہر فیصلہ اور ہر کام اللہ کے حکم کی پابندی کرتا ہو"

ایلاف نے اپنے لکھے ہوئے کو پڑھا بظاہر سب ٹھیک تھا، لیکن کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا۔

"اب ہم بات کرتے ہیں اس وقت کی جب انسان حالت گناہ میں ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے تو جہ سے سینے گا

ایک تنہا دل، اس پر ستم یہ

جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا ایمان اس سے اٹھالیا جاتا ہے۔ مطلب وہ کافر نہیں ہو جاتا لیکن وہ حالتِ ایمان میں نہیں ہوتا۔ ایمان ایک روشنی کی طرح دل میں جلتا ہے اور گناہ اس روشنی کو کمزور کرتے ہیں۔ جب حالتِ ایمان میں ہوتا ہے تو اس کا سیلیف ایک ہوتا ہے اور جب وہ گناہ کرتا ہے تو ڈڑاٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ حالتِ ایمان اور حالتِ نفس میں ڈڑاٹ۔ پھر دونوں میں جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اور انسان اختیار کھونے لگتا ہے۔ اپنے

نفس پر، اپنے کردار پر اور اپنی سوچ پر۔ پھر وہ نفس کی قید میں ہوتا ہے۔ انسان کی اخباریٰ ختم ہو جاتی ہے۔"

"میم یہ جنگ ختم کیسے ہوتی ہے؟"

ایک لڑکی نے میم سے سوال کیا

"بہترین سوال ہے۔ جب انسان توبہ کر لیتا ہے تو حالتِ ایمان میں واپس آ جاتا ہے۔ جنگ ختم ہو جاتی ہے اور ڈرائیور پر ہو جاتی ہے۔ توبہ کرنا لازم ہے"

"میم جن کو اپنے گناہ کا احساس ہے لیکن وہ ہٹ نہیں رہے، وہ کیا کریں؟"

"اپنے لیے ہدایت مانگنا شروع کر دیں۔"

اس جملے کے ساتھ مھفل بربخاست ہو گئی تھی۔ اور سب اوڈیویوریم سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ ایلاف آہستہ سے اٹھی اور باہر نکلنے لگی۔ اس کے دماغ میں اپنی زندگی ایک ریل کی صورت چلنے لگی تھی۔ اب اس کا سفر شروع ہونے کو تھا۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑا اپنی تیاری پر آخری نظر دوڑا رہا تھا۔ اس نے ٹیبل سے گھٹری اٹھا کر پہنی۔ اور اپنا لیپ ٹاپ بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ سیر ھیاں اتر کر وہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوا اور سر برائی کر سی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ملازمہ ناشتہ لگا چکی تھی۔

"ممکدھر ہیں؟ رخسانہ آنٹی"

وہ اپنے کمرے میں ہیں میں بلا کر لاتی ہوں۔

تحوڑی دیر بعد صالحہ ڈائننگ ہال کی طرف آتی دکھائی دیں۔

"السلام علیکم ممکا جان!"

"واللہ علیکم السلام عیسیٰ! آج جلدی آفس جاری ہے ہو؟"

"جی آج بہت اہم میٹنگ ہے اور ٹینڈر ملے گا۔ دیکھتے ہیں ہمیں ملتا ہے یا نہیں"

"حق میں بہتر ہوا تو لازم ملے گا"

"جی بلکل"

"اور ہاں آج میں جاؤں گی ہالہ کی طرف۔۔۔ رشتے کے سلسلے میں"

"جی بہتر"

"عیسیٰ!"

"جی ماما"

"کوئی مسئلہ تو نہیں تمہیں اس سے"

"نہیں ماما کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"

"اور ہاں"

عیسیٰ بغور اپنی ماما کو دیکھنے لگا۔

"تم بہت زیادہ ہی جی جی نہیں کرتے"

بات سمجھ آنے پر اس کی دلکش ہنسی گونجی اور صالحہ بھی مسکرانے لگیں

"جی"

صالحہ کا قہقہہ گونجا اور اس طرح صحیح کا خوشگوار آغاز ہو چکا تھا۔

"میں جا رہا ہوں ماما اپنا خیال رکھیے گا"

وہ ہاتھ صاف کر کے اٹھا اور اپنی ماما سے مل کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

محمد عیسیٰ ائمیر ڈیزائننگ کی دنیا میں ایک جانا مانا نام۔ پہلے یہ بزنس صالحہ نے شروع کیا تھا۔ پھر عیسیٰ نے اس شعبہ میں ڈگری حاصل کر کے بزنس سنبھال لیا تھا۔ صالحہ ایک سنگل مدر تھیں، عیسیٰ کے والد بہت پہلے ہی صالحہ اور عیسیٰ کو چھوڑ کر دوسری شادی کر چکے تھے۔ عیسیٰ نے کبھی اپنے باپ سے ملنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اب اللہ کی رحمت اور عطا سے عیسیٰ کا بزنس پیک پر تھا اور انٹر نیشنل لیوں تک گرو کر چکا تھا۔

آفس پہنچ کر اس نے سب سے پہلے عارف کو طلب کیا جو کہ یہاں ایمپلاؤنی تھا۔ اور راحم جو کہ عیسیٰ کا سیکرٹری تھا انتہائی غصے کے عالم میں عارف کو گھورے جا رہا تھا۔ عارف پچھلے پندرہ منٹ سے عیسیٰ کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن محترم کو اپنی پانی کی بوتل گھومانے سے ہی فرصت نہیں مل رہی تھی۔ سیاہ رنگ کی بوتل اس کے لیے بہت خاص تھی۔

"کل چار بجے آپ کہاں تھے؟"

آہ شکر سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوا تھا

"سر میں آفس میں ہی تھا"

"اچھااا۔۔۔ آفس میں کہاں تھے؟"

"سر میں --- وہ"

"جی آپ وہ کیا؟"

"سوری سر"

"سوری سر میں آفس میں نہیں تھا"

"کہاں تھے آفس ٹائمینگ میں؟"

"سر وہ کل آپ جلدی واپس چلے گئے تھے۔ میں نے سب کے ساتھ مزاك کیا تھا کہ آپ نے سب کو جانے کا کہا ہے۔ کام ہوتا رہے گا، ایک دن کا ریسٹ کریں"

"اور آپ جانتے تھے کہ آج ہماری کتنی اہم میٹنگ ہے۔"

"ہم کل سائٹ پر گئے تھے جب واپس آئے تو آفس خالی تھا۔ اور جو جو اس میٹنگ میں شامل ہیں وہ سب آپ کو خود ہی سزا منتخب کر دیں گے کیوں کہ ان سب کو ایکسٹر اکام کی صورت میں سزا مل چکی ہے۔ اپنا نان سیرس رویہ درست کریں آفس ہے کوئی کالج نہیں جو آپ پرینک پلے کریں گے۔۔۔ گاٹ اٹ؟"

راحم کو کچھ زیادہ ہی غصہ تھا۔۔۔ عارف کی وجہ سے سارا شیڈول دگر مگر ہو گیا تھا۔

"سوری سر"

"جا سکتے ہیں آپ"

عارف وہاں سے منہ لٹکا کر چلا گیا کیوں کہ وہ جانتا تھا اس کے کالیگز اس کو چھوڑنے والے نہیں ہیں

"سر چلیں؟ ٹائم ہو چکا ہے"

"ہم"

وہ میٹنگ روم کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ چلتے چلتے عیسیٰ نے راحم سے دریافت کیا۔

"اور اس کی وجہ سے کیا کیا یقیناً میشن ملی ہے آغا کو؟"

"سرابھی میں پتابگانے کی کوشش کر رہا ہوں"

"ٹھیک ہے"

اس نے عارف کو صرف اس وجہ سے ہی آفس میں بلا یا تھا۔ آفس کا ڈیکورم اس کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا۔ اور عیسیٰ کے بارے میں معلومات وہ مختلف لوگوں میں مہیاء کر رہا تھا۔

شام چار بجے کا وقت تھا اور موسم کافی خاشکوار تھا۔ ایک لڑکا ہاتھ میں چائے کا گ تھا میں لان میں یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا، اور فون پر کسی سے اوپنچی آواز میں بات کر رہا تھا۔ شاید کسی پر اپنا غصہ اتار رہا تھا۔

"تم کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔ فوراً منع کرو ان لوگوں کو"

"میں منع کر دوں گی ماما کو"

"ماما بابا میری مرضی کے بغیر ہاں نہیں کریں گے۔"

"جو بھی ہے خبردار اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا"

"میں کیوں آپ کو دھوکہ دوں گی۔۔۔ اچھا میں چلتی ہوں۔۔۔ ماما بلا رہی ہوں"

"اوکے بائے"

اس نے جھنجلا کر فون کاٹا اور چائے پینے لگا۔

اتنے میں اسے اپنے والدین اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

اس نے بد دلی سے چائے کا گھونٹ بھرا اور گ ٹیبل پر ٹھیخ دیا۔

"کیا بات ہے میران اتنے غصے میں کیوں ہو؟"

مہرین نے اپنے بیٹے کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر تشویش کا اظہار کیا

اتنے میں آغا کر سی پر بیٹھ چکے تھے جو کے میران کے والد اور مہرین کے شوہر تھے۔ جو کہ بہت ہی بڑی انٹریئر ڈیزائیں کمپنی کے شیئر ہولڈر تھے۔

"ماما بابا میں نے آپ کو ایلاف کے بارے میں بتایا تھا"

"ہاں بتایا تھا کیا ہوا اسکو"

"آپ بس آج کل میں ہی رشتہ لے کر جائیں"

"اس کے پیر نٹس راضی ہیں؟"

آغا نے سوال داگا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ اس کے رشتے آرہے ہیں اور عین ممکن ہے اس کے پیر نٹس کوئی اچھا رشتہ ڈھونڈ کے ہاں کر دیں۔"

"بات کرلو تم اس سے ہمیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے"

مہرین نے بول کر آغا کی طرف دیکھا جو پریشان نظر آرہے تھے۔

"آپ کو کیا ہوا ہے؟"

"اس بار بھی ٹینڈر عیسیٰ کو مل چکا ہے"

"یہ لڑکا دنوں میں چھارہا ہے"

"تم کیوں نہیں کچھ کرتے میران۔۔۔ جلد اپنی ڈگری مکمل کرو اور بزنس میں مدد کرو۔۔۔

کب ثابت کرو گے کہ تم ہماری اولاد ہو"

"آغا !!"

مہرین نے گھور کر آغا کے دیکھا تھا

"کیا آغا۔۔۔ میں نے کچھ غلط کہا ہے؟ وہ عیسیٰ چند ہی سال بڑا ہو گا اس سے اور آج اتنی بڑی کمپنی کا اکلوتا مالک ہے اور اپنے والدین کے لیے فخر کا باعث ہے"

میران اپنے باپ کی اس طرح کی گفتگو سے تنگ آ چکا تھا۔ اور اپنی ماں کو مدد طلب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

"بس کریں آغا۔۔۔ کر لے گا میران بھی کچھ آخر اتنے ٹینڈر پیر نہیں ہیں اسکے"

"ہاں میں تو ہوں ٹینڈر لیکن تمہاری گارنٹی نہیں دے سکتا"

مہرین نے بیزار نظروں سے آغا کو دیکھا۔ اتنے میں میران اٹھ کر چلا گیا اور ملازمہ ان کے لیے چائے لے آئی تھی۔ آغا نے اپنے سیکرٹری کو فون کیا اور عیسیٰ کی معلومات نکلوانے کو کہا، آخر پتہ تو کریں ہے کون یہ۔

"مجھے تو عیسیٰ بہت اچھا لگتا ہے آپ بتائیں رہبر صاحب"

ہالہ اور رہبر لاوچ میں بیٹھے ایلاف کے لیے آئے رشتے کو ڈسکس کر رہے تھے۔ صالحہ ہالہ کی بچپن کی بہت اچھی دوست تھی۔ اور دونوں کا آپس میں میل جوں اب بھی بہت زیادہ تھا۔ بس ایلاف اور عیسیٰ کبھی نہیں ملے تھے نہ ہی ایک دوسرے دیکھا تھا۔

"مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے بس ایلاف کی مرضی جاننا ضروری ہے۔"

"ایلاف ہاں ہی کرے گی"

"یہ تو اب ایلاف ہی بتائے گی"

"آریان جاؤ ایلاف کو بلا کر لاو"

آریان ایلاف کا بھائی اور اس کا کبھی کبھی بننے والا دوست، اکثر اوقات تو جنگ ہی چلتی تھی۔

"ایلے بابا بلا رہے ہیں"

ایلاف اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی۔

"تم جاؤ میں آتی ہوں"

"ہم جلدی آنا چھوٹی الائچی"

"دفا ہو جاؤ آریان سر نہ قلم کروالینا"

"اوکے اوکے ریلکس... کیا مسئلہ ہے؟"

"مجھے چھوڑو تمہیں کیا ہے ہاں؟"

"جاو بھائی نہیں پوچھتا بہر حال جلدی آجاو"

"چلو"

وہ ساتھ ہی چل پڑی تھی۔ اور دونوں آگے پیچھے لاونچ میں داخل ہوئے تھے۔

"آؤ آؤ ایلاف ادھر آؤ بابا کے پاس۔"

"جی بابا!"

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"لیکن بابا ابھی میں پڑھ رہی ہوں"

"آخری سمسیٹر ہے بیٹا... اور عیسیٰ کا اپنا بنس ہے انٹریئر ڈیزائن کا، وہی جس میں آپ سپیشلائزیشن کرنا چاہتی ہو"

"لیکن بابا؟"

"کیا لیکن؟"

ہالہ نے سوال کیا تھا۔

"ابھی مجھے کچھ وقت دیں"

"ٹھیک ہے جتنا وقت چاہیے لے لو"

رہبر نے ایلاف کے سر پر پیار دیا اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

"چھوٹی الائچی!"

"ہاں بولو کیا تکلیف ہے"

"ایلاف بھائی سے تمیز سے بات کیا کرو"

ہالہ نے ایلاف کو ٹوکا تھا جو کہ وہ کافی عرصے سے کرتی آ رہی تھیں۔ لیکن ایلاف تو ایلاف ٹھہری

"اما یہ کیوں بد تیزی کرتا ہے پھر"

"اچھا اب تم لوگ پھر سے نہ شروع ہو جانا"

"میں جا رہی ہوں اپنے کمرے میں"

"ہاں جاؤ سوچو اور جلدی ہاں کرو جان چھوٹے تم چڑیل سے"

"اما!! دیکھ لیں اسے"

"ذاق ہی تو کیا ہے ایلے اس نے۔۔۔ ہر بات کو ایشو نہ بنایا کرو"

ایلاف وہاں سے منہ پھلا کر چلی گئی تھی۔

"آریان تیز سے۔۔۔ بہن کو ایسے نہیں کہتے"

"اوکے ماما"

اگر ہالہ یہی بات آریان کو ایلاف کے سامنے کہہ دیتیں تو کیا جاتا۔ بس اب بیٹے کی انا کو نیچا تو نہیں کر سکتیں تھیں نامسئلہ ہو جاتا۔ لیکن کیسے سمجھائیں ان بھولی ماوں کو کہ سارے مسئلے ہوتے ہی اس وجہ سے ہیں۔

وہ ٹیرس پر کھڑی کب سے آسمان کو دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں خشک تھیں لیکن دل آنسو بہارہا تھا۔ وہ کب سے میران کو کال کر رہی تھی لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ ہر طرف سے زندگی اس پر تنگ پڑ رہی تھی۔ اپنے ماں باپ کو خوش رکھے، میران کو یا کیا کرے۔

اسے میم کی باتیں ہر پل یاد آتی تھیں۔ اس کا دھیان، سکون سب بر باد تھا۔ میران سے بات کر کے اسے محبت کا احساس ہوتا تھا۔ اس نے سب کو محبت بانٹی تھی لیکن بد لے میں اسے وہ قدر وہ محبت نہیں ملی۔ لیکن میران وہ واحد انسان تھا جو اسے بے پناہ چاہتا تھا۔ (لیکن یہ صرف اس کا خیال تھا، وہ اس سب میں اس کے برے اخلاق کو بھی نظر انداز کرتی رہتی تھی)

اب وہ بھی کہیں اس سے دور نہ ہو جائے۔ وہ انکار کا کیا جواز بنائے، اپنے ماں باپ کو کیسے منائے۔ کیا کہے، کچھ تو کرنا ہو گا۔ اب ساری زندگی لڑکائی تو نہیں جا سکتی نا۔ اسے اب ماما سے بات کرنی ہی ہو گی۔ ایلاف نے سوچا وہ کل مشعل سے بات کرے گی۔ مشعل وہی لڑکی تھی جو اس دن کیفے میں اس کے پچھے بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ وہ کتنی پر سکون معلوم ہوتی تھی۔

"بہت شکریہ آپ نے میرے لیے وقت نکالا مشعل آپی"

"اے شکریہ کی کیا ضرورت ہے ایلاف، مجھے خوشی ہو گی اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں۔"

"مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی امید ہے آپ مجھے حج نہیں کریں گی"

"میں کون ہوتی ہوں کسی کو حج کرنے والی۔"

مشعل نے مسکرا کر کہا۔ ایلاف کو بات کرنے کا حوصلہ ملا تھا۔

"مجھے کوئی پسند ہے۔ لیکن میں اس سے بات کر کے شرمندہ ہو جاتی ہوں۔ مجھے بہت برا لگتا ہے بات کرنے کے بعد، لیکن میں بات کیے بغیر رہ بھی نہیں سکتی"

"آپ کے گھر میں علم ہے کسی کو"

"جی میں نے ماما کو بتانے کا فیصلہ کیا ہے"

"آپ کو پتا ہے نا کہ نا محروم سے تعلق حرام ہے"

"جی میں جانتی ہوں، میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے اللہ کو بھی ناراض نہیں کرنا اور میں اگر اس سے بات نہ کروں تو وہ ناراض ہو جاتا ہے"

"آپ کے لیے اہم کون ہے؟"

"جی؟"

"مطلوب آپ کے لیے کس کی ناراضگی معنی رکھتی ہے"

ایلاف خاموش ہو چکی تھی اس کے پاس کہنے کو اب کچھ نہیں تھا۔ اس سوال سے تو وہ خود دو سالوں سے بھاگ رہی تھی۔

"آپ خود کا سامنا کریں۔۔۔ پہلے خود کو سمجھائیں کہ آپ کے لیے کیا اہم ہے۔ آپ کو کیا کرنا ہے یہ آپ سے بہتر آپ کو کوئی نہیں بتا سکتا"

"میں اگر اس کو کہوں گی تو وہ برا مان جائے گا"

"ٹھیک ہے، آپ اس سے بات کر کے دیکھ لیں۔۔۔ پھر وہ جو کہے اس حساب سے فیصلہ کر لیجیے گا"

"مطلوب؟"

"اگر وہ آپ کے فیصلے کا احترام کرتا ہے تو مطلب وہ آپ کے دل کا احترام کرتا ہے اور اگر نہ کرے جواز پیش کرے یا آپ کو ٹالنے کی کوشش کرے تو آپ سمجھ جائیے گا"

"میں کوشش کروں گی کہ بات بس حال چال تک آجائے"

مشعل مسکراتی اور اس سے گویا ہوئی۔۔۔

"ایلاف آپ کو پتا ہے کہ نا محرم سے بات کرنے سے منع کیوں کیا گیا ہے؟"

"نہیں"

"اس لیے کیوں کہ پہلے تو معا ملہ بس حال چال تک رہتا ہے پھر بات بڑھ جاتی ہے اور انسان بھٹک جاتا ہے، ہر شخص زندگی میں کہیں نا کہیں کسی کمی کا شکار ہوتا ہے۔ اور جب اس کو وقت سہارا ملتا ہے تو اس کو محبت سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتا ہے۔ کچھ لڑکیوں کو گھر سے اتنی توجہ نہیں ملتی اور انسان کا سسٹم ایسا ہے کہ وہ کسی کمی کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرتا"

"اور وسوسوں میں پڑ جاتا ہے؟"

ایلاف نے اس سے سوال کیا

"جی بلکل وہ آلتینیٹ تلاش کرتا ہے اور چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو، اس کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح، لیکن انسان کو محتاط ہی رہنا چاہیئے۔"

"گھر والوں کو چاہیئے کہ اپنی بیٹیوں کو اتنا پیار اور توجہ دیں کہ انکو وقت سہارے نہ

ڈھونڈنے پڑیں"

"بکل غلطی صرف ایک انسان کی نہیں ہوتی"

"آپ اتنی پر سکوں کیسے رہتی ہیں؟"

وہ ایلاف کو ہمیشہ ہی بہت پر سکون لگتی تھی۔

"جب مجھے کوئی وسوسہ تنگ کرے تو میں کہتی ہوں کہ میں نے ہدایت کو تھام رکھا ہے"

"بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو ہدایت کو تھامے رکھتے ہیں"

ایلاف نے مشعل کی طرف حسرت سے دیکھتے ہوئے کہا

"مجھے پسند ہے ہدایت یافہ کھلانے جانا"

مشعل مسکراتی اور ایلاف کو الوداعی کلام کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ ایلاف اب فیصلہ کرنے کے لیے تیار تھی۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا ڈیزاں دیکھ رہا تھا جب راحم اندر داخل ہوا

"سر! آغا صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں"

"مجھ سے؟---ہاں انکو بھیجو"

"اوکے سر"

تحوڑی دیر بعد ایک پنٹا لیس سالہ شخص اندر داخل ہوا۔ وہ شخص بہت ہی با وقار اور شاندار پر سنا لٹی کا مالک تھا۔ کوئی بھی آسانی سے متاثر ہو سکتا تھا۔ عیسیٰ اپنی جگہ سے اٹھا اور مصافنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا جو انتہائی گرم جوشی سے تھام لیا گیا۔

"آئیے آغا صاحب تشریف رکھیے"

آغا اس کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ چکے تھے

"چائے یا کافی"

"کافی بہتر رہے گی"

"جی بہتر"

"کیسے ہو عیسیٰ؟"

"اللہ کا شکر آپ کا کیسے آنا ہوا"

"تم ابھی بنس کی دنیا میں نئے ہو لیکن تمہیں ہر چیز کی بہت خوب سمجھ ہے۔ میں تمہارے ساتھ ایک کانٹریکٹ کرنا چاہتا ہوں"

"کیسا کانٹریکٹ؟"

"جیسا کہ تم جانتے ہو کہ ہماری کمپنی ڈیزائنس کے لیے استعمال ہونے والے پروڈکٹس ایکسپورٹ کرواتی ہے۔ تمہیں جو بھی پروجیکٹ ملے گا تم ہمارے پروڈکٹس استعمال کرو گے اور اس کے بدالے ہم تمہیں مزید ٹینڈرز لے کر دیں گے"

"دیکھیں آغا صاحب باونڈ ہونا میری نچر میں نہیں ہے۔ اس طرح اگر آپ کی کمپنی کوئی پراؤکٹ مجھے پرووائیڈ نہ کر پائی تو میں کسی اور پرووائیڈر سے رابطہ نہیں کر سکوں گا"

"امید ہے ایسا نہیں ہو گا"

"میں آپ کو سوچ کر بتاؤں گا"

"ٹھیک ہے جتنا وقت چاہیے لے لو"

آغا صاحب عیسیٰ کو مطمئن کرنے کی تراکیب سوچنے لگے۔ عیسیٰ اکے لیے سونے کی چڑیا تھا وہ یہ موقع ضائع نہیں کر سکتے تھے۔

سورج ڈھل رہا تھا اور اُس کا حوصلہ بھی۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ٹیرس پر یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی لیکن اُسکو کسی پل بھی سکون نصیب نہیں تھا۔ وہ بہت بے چین تھی، یہ اُس نے کیا کر دیا تھا۔ یہ اُس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا۔ وہ کبھی خود کو کوس رہی تھی تو کبھی قسمت

کو (لو بھلا اب قسمت کا کیا قصور جب خود ہی انسان مختار نہ ہو دو راستے تھے تمہارے پاس تم نے دوسرا اور غلط راستہ چنا یہ تم نے خود کیا قسمت کا کیا قصور ہے۔)

وہ آخر تھک کر بیٹھ گئی تھی اور آسمان کی طرف چہرہ کر لیا۔ اُس سے گناہ ہو گیا تھا۔ اُس کو ایسا نہیں کرنا تھا لیکن اس کا نفس (ہاں اب نفس قصور وار ہے)۔ اسکو کسی طرح اس پچھتاوے سے نکلنا تھا۔ آخر کار اُس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔ اسکو رونا تھا بہت زیادہ رونا تھا وہ غلطی پر تھی اُس نے گناہ کیا تھا تو وہ قصور وار بھی تھی۔ وہ اٹھی وضو کیا اور خدا سے معافی مانگنے لگی۔ وہ بہت گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگ رہی تھی۔ کسی طرح اسکو سکون مل جائے اس پچھتاوے سے کوئی رہائی مل جائے۔ آخر کار سکون اسکو مل ہی گیا تھا اسکا پچھتاوا کم ہو رہا تھا۔ معافی مل رہی تھی۔ لیکن یہ خلش، یہ کیا تھی کیوں تھی، بار بار پھر وہی خیال ... کیا تھا جو اسکو پھر وہی گناہ کرنے پر اکسار رہا تھا۔ وہ ایلاف رہبر تھی۔ وفاداری اُس کے نام میں چھپی تھی۔ وہ انسانوں سے وفادار تھی کیا وہ خدا سے وفا کر رہی تھی۔

وہ کس کو دھوکا دے رہی تھی۔ خود کو خدا کو یا لوگوں کو۔ اُس نے معافی مانگ لی تھی۔ اسکو سکون نصیب ہو گیا تھا لیکن۔۔۔ لیکن وہ پھر وہیں جا رہی تھی۔ وہ ٹیریس پر ہی موجود تھی جب اُس کے فون کی بیل بجی وہی جانی پہچانی آواز۔۔۔ پیغام وہیں سے آیا تھا۔ وہ اب کیا کرے اُس نے جواب نہ دیا تو وہ ناراض ہو جائے گا لیکن اگر جواب دے دیا تو اللہ ناراض ہو جائیں گے۔ اور یہاں وہ بے بس تھی اُس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔ اُس نے پیغام

کھولا اور وہاں وہی الفاظ لکھے تھے جن کی قید میں وہ کب سے تھی اور رہائی وہ خود بھی نہیں چاہتی تھی۔

"کہاں غائب ہو ایلاف میں کب سے تمہیں میسیح کر رہا ہوں۔ تم ٹھیک تو ہونہ؟"

اُس نے پیغام پڑھا اور یہ پیغام اُس کی قید کا پروانہ تھا۔ جو اسکو روز موصول ہوتا تھا، وہ روز قید کی جاتی تھی۔

"میں آپ سے ایک بات کلیسٹر کرنا چاہتی ہوں۔"

اُس نے لکھ کر بھیجا۔

"او پلیز پھر نہ شروع ہو جانا کہ جب تک نکاح نہیں ہو جاتا ہم بات نہیں کر سکتے۔"

"لیکن آپ سمجھ کیوں نہیں رہے یہ حرام ہے۔"

"ایلاف میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور ہم بس حال چال ہی تو پوچھتے ہیں ایک دوسرے کا میں نے کوئی حرام بات کی ہے۔"

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہے میران یہ غلط ہے۔ میں آپ سے سلام بھی نہیں کر سکتی جب تک کہ آپ میرے محرم نہیں بن جاتے۔ اور اس بات کا ہمارے گھر بھی کسی کو علم نہیں ہے۔ جو بھی ہو رہا ہے بہت غلط ہو رہا ہے۔"

وہ یہ بات سن کر ہر بار کی طرح ہتھے سے اکھڑ گیا تھا

"ایلاف میں یا تمہیں شوٹ کر دوں گا یا خود کو نقصان پہنچا لوں گا۔ میں کوئی غلط کام نہیں کرتا نہ تمہیں کرنے کو کہتا ہوں۔ اور اگر تم نے مجھ سے بات نہ کی تو میں تمہارے گھر آ جاؤں گا۔ پھر دیکھتا ہوں میں کیسے نہیں کرتی ٹم بات۔"

اُس کے اندر کچھ ڈوبا تھا۔ اسکا دل ڈر گیا تھا۔ یہ اُس نے کیا کر دیا تھا۔ اُس کی عزت اُس کے باپ کی عزت چند لمحوں کے زیر اثر خاک کی نذر ہو گئی تھی ذرا سی آندھی کی کمی تھی اور عزت زروں کی مانند بکھر جانی تھی۔ اُس نے میران کو کوئی جواب نہیں دیا وہ جانتی تھی کچھ بھی کہنا فضول ہے۔ اُس نے موبائل سائٹ پر رکھ دیا۔ اور پھر رونے لگی وہ اللہ کو نہیں چھوڑ سکتی لیکن وہ اس سب سے کیسے نکلے جب کوئی اُسکی پروا نہیں کرتا تھا تب میران ہی تھا جس نے اُس کو دلاسہ دیا تھا۔ اور وہ دلاسہ جنت معلوم ہوا تھا۔ اپنا آپ پہلی مرتبہ اتنا نایاب معلوم ہوا تھا وہ لمحے اسکو نہیں بھولتے۔ وہ میران سے محبت کرتی ہے وہ کیسے بھولے گی اُسے۔ وہ وفادار ہے وہ بیوفائی نہیں کر سکتی۔

وہ بیوفا کا ٹیگ کیسے برداشت کرے گی۔ اُس نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور آنکھوں میں آنسو سمونے۔۔۔ اُسکے دل میں ایک خیال آیا تھا اُسکی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔ آنسو زارو قطار بہنے لگے تھے۔

"کس کا دیا ہوا ٹیگ؟"

ہاں یہ خیال اُس کا دل ہلا گیا تھا۔ وہ دہل کر رہ گئی تھی۔ کسکا دیا ہوا ٹیک؟ یہ سوال تھا یا خبر؟۔۔۔ ان فانی انسانوں کا دیا ہوا القب اُس کے لیے کیا زیادہ معنی رکھتا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔

اُسے کچھ کرنا تھا وہ ہی کچھ کر سکتی تھی۔

ممکنہ فیصلوں میں ایک ہجر کا فیصلہ بھی تھا

ہم نے تو ایک بات کی اس نے کمال کر دیا

"مما آپ سے کچھ ڈسکس کرنا ہے آ جاؤں"

وہ صالحہ کے کمرے کے دروازے میں کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"آ جاؤ عیسیٰ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے"

وہ اندر آیا اور صالحہ کے پاس جا کر بیٹھ گیا

"کیا بات ہے عیسیٰ؟"

"آغا صاحب ایک کانٹریکٹ کرنا چاہتے ہیں"

"کیسا کانٹریکٹ؟"

"یہی کہ ہم ان کے پراؤکٹس استعمال کریں گے ڈزانگ میں "

"لیکن آغا کی روپوٹیشن اتنی اچھی نہیں ہے"

"مگر ان کے پراؤکٹس تو کمال ہوتے ہیں نو ڈاٹ"

"تم اپنی مارکیٹ کے حساب سے چلو عیسیٰ۔۔۔ آغا انسان کو باؤند کر لیتا ہے"

"یہ بھی ٹھیک ہے میں نے بھی یہی سوچا تھا"

"ذہنی سکون چاہتے ہو تو دور رہو اس انسان سے۔"

"اوکے ماما۔ ویسے بھی ان کی واتب تھوڑی عجیب ہے"

"آپ ملی ہیں کبھی آغا سے؟ جب آپ بزنس ہینڈل کرتی تھیں"

"نہیں ہماری میٹنگ ہونی قرار پائی تھی لیکن مجھے پہلے ہی اس کی اصلیت پتا چل گئی تھی"

صالح نے عیسیٰ کو محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔

"وہ ایک مینو پلیٹر ہے۔ سب بزنس میں ہوتے ہیں۔ لیکن وہ عجیب ہے بہت عجیب"

"ہم۔۔۔ ایسا ہی ہے اب تم آرام کرو"

"اوکے مما"

وہ صالحہ کے کمرے سے نکل کر اپنی اسٹڈی میں داخل ہوا اس کی سیف اسپس۔ اس کا قلم اور ڈائری اس کا انتظار کرتے رہتے تھے۔

وہ دروازے پر دستک دے کر اندر بڑھی۔ ہالہ صوفے پر براجمان کوئی رسالہ پڑھنے میں مشغول تھیں اور رہبر کمرے میں موجود نہیں تھے۔ بات کرنے کا مناسب موقع تھا۔

"آؤ ایلاف کیا بات ہے"

"اما مجھے آپ سے بات کرنی ہے"

"ہاں کہو کیا کہنا ہے"

"اما میں عیسیٰ سے شادی نہیں کرنا چاہتی"

"کیوں؟ کیا وجہ ہے"

"میں آپ کو بہت پہلے بتانا چاہتی تھی لیکن مجھے یہی ڈر تھا آپ مجھے نہیں سمجھیں گی"

"کیا بات ہے ایلاف بول بھی چکو"

"ما میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں"

ہالہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔

"کیا بکواس ہے ایلے۔ کون ہے وہ؟"

ایلاف کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ اسے بولنے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔

"ما کانج فیلو تھا لیکن ابھی دو سال پہلے اپروچ کیا تھا اس نے"

"اور تم مجھے اب بتا رہی ہو"

"میں جانتی ہوں ما۔۔۔ لیکن مجھے بہت ڈر لگتا تھا کہ آپ مجھے نہیں سمجھیں گی۔۔۔ لیکن اگر اب بات نہ کرتی تو دیر ہو جاتی"

ہالہ بلکل خاموش ہو چکی تھیں۔ ان کی بیٹی نے ان پر بھروسہ نہ کر کے بہت دیر کر دی تھی۔ اور وہ گناہ میں بہت آگے نکل چکی تھی۔ جہاں اس کی زندگی دو راہوں کی مسافر ہو چکی تھی۔ ہالہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ آخر کیا کمی چھوڑی تھی۔

"تم تم جاؤ یہاں سے۔۔۔"

"لیکن ما۔۔۔ آپ میری بات تو سنیں"

"کیا سنوں میں ہاں کیا سنوں کہ میری بیٹی کسی نا محرم کے پیار میں ڈوبی ہوئی ہے اور دو سال بعد مجھے بتا رہی ہے جب کوئی راستہ نہیں بچا۔"

"اما میں ڈرتی تھی آپ کیا سوچیں گی۔ لیکن اب میں اس کو نہیں چھوڑ سکتی۔اما میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں---"

"کیوں ایلاف؟--- کیوں نہیں تھا بھروسہ تمہیں؟"

"اما مجھے کبھی محسوس نہیں کروایا گیا کہ مجھے ان مسئللوں سے کیسے نہیں ہے، اگر کوئی لڑکا مجھے اپروپر کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور میں آپ لوگوں کو آکر بتاؤں تو آپ مجھ پر شک کیے بغیر میری بات سمجھ جائیں"

ہالہ کی آنکھوں میں آنسو تھے، ان سے کہاں غلطی ہو گئی تھی۔

"کون ہے وہ؟"

"میراں نام ہے اس کا"

ایلاف نے ہالہ کو ساری بات منو عن بیان کر دی تھی۔ آج ایلاف نے کوئی پرده نہیں رکھا تھا۔ کس وجہ سے وہ کہاں بھٹک گئی تھی اس نے سب اپنی ماں کو بتا دیا تھا۔ اپنی ماں سے اس کو کیا شکوئے تھے اس نے سب بیان کر دیے تھے۔ ہالہ کہیں غصہ کر جاتیں کہیں شرمندہ ہو جاتیں اور کہیں مایوس کہ ان کی تربیت میں کہاں کمی رہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے تم کہہ دو اس کو اپنے ماں باپ کو بھیج دے میں کر لوں گی تمہارے بابا سے بات"

ایلاف اپنی ماما کے گلے لگ کر بہت روئی تھی لیکن ہالہ کو بہت مایوسی ہوئی تھی۔

"لیکن میری ایک شرط ہے"

ہالہ نے سپاٹ لبھے میں کہا تھا۔

"کیسی شرط ماما"

"اگر ہمیں اس کی فیملی پسند نہ آئی تو تم پیچھے ہٹ جاؤ گی"

ایلاف چند پل اپنی ماں کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر جانے لگی۔

"اگلے ہفتے بلا لو ان کو"

"ٹھیک ہے ماما"

وہ سب ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔ اور میران بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ایلاف کے پیر نٹس راضی ہو گئے ہیں"

آغا نے میران کی طرف دیکھا اور دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گئے۔

"کب بلایا ہے انہوں نے"

مہرین نے سوال کیا

"اگلے ہفت"

"آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے بابا"

"بھئی میں کیا بولوں، اچھی بات ہے کچھ تو ہوا تم سے"

"آغا پلیز، ہر وقت ہی نہ اس کو ٹنگ کرتے رہا کریں"

آغا نے مسکرا کر مہرین کو دیکھا پھر میران کو اور ٹیبل سے اٹھ گئے۔

"ماں آپ خوش تو ہیں نہ۔ اور بابا۔۔۔"

"خوش ہیں وہ اور میں بھی، تمہاری خوشی میں ہم کیوں خوش نہیں ہوں گے"

"چلیں ٹھیک ہے پھر آپ لوگ تیاری کریں"

"بہت جلدی نہیں ہے تمہیں؟"

"بس ماما"

وہ دونوں اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے تھے۔

وقت گزرتا گیا اور آخر کار وہ دن بھی آگیا اور ایلاف کا کلیجہ منه کو آرہا تھا۔ اس کو کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بہت پریشان تھی کہ اب کیا ہو گا اس دوران اس کا رابطہ میران سے نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور میران اس کو روز اس وجہ سے مسیحی پرکھری کھری سناتا تھا۔ لیکن وہ گلہ بھی کرتی تو کیا۔ یہ راستہ اس کا خود کا چنا ہوا تھا۔ میران کے پیر نٹس پہنچ چکے تھے اور ڈرائیور میں ان کو بٹھایا گیا تھا۔ لیکن یہ کیا وہ آدھے گھنٹے بعد ہی واپس جا رہے تھے۔ اس کو اپنی ماما ڈرائیور میں نکل کر اس کی طرف آتی دکھائی دیں اور ان کے چہرے پر کرب اور غصے کے ملے جملے تاثرات تھے۔

"کمرے میں چلو"

انہوں نے اس کو بازو سے پکڑا اور کمرے میں لے کر جانے لگیں۔ اور اس کو کمرے میں لے جا کر چھوڑا

"آئندہ میں تمہاری زبان سے ایسا ویسا مطالبہ نہ سنوں"

"کیا ہوا ہے ماما آپ کچھ بتائیں گی مجھے، ہوا کیا ہے؟"

"انہوں نے تمہاری اتنی انسکٹ کی ہے، تمہارے بابا اتنے غصے میں ہیں میں بتا نہیں سکتی"

"ماما---"

"ہم کل ہی صالحہ کے گھر جائیں گے اور تمہاری بات پکی کر جائیں گے اور اس لڑکے سے رابطہ ختم کر دو ایلے--- لاست وارنگ"

"اوکے ماما"

وہ رو رہی تھی یہ کیا ہو گیا تھا۔ کیا کیا تھا میران کی فیملی نے کیا کہا تھا، اسے کچھ بتا نہیں تھا۔

ہالہ وہاں سے جا چکی تھیں اور ایلاف زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ پتا نہیں بابا کو کیا کہا ہو گا انہوں نے۔ اللہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں۔ وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ دھاڑ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ رہبر اور آریان کو اندر آتا دیکھ وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"ایلاف یہ تم نے کیا کیا ہے؟"

"بaba میری بات سنیں"

"کیا سنوں میں ہاں !!!"

یہ کیا ہو گیا تھا۔ اتنے میں ہالہ بھی پہنچ گئی تھیں۔ اور آریان بھی سر جھکائے باپ کے پیچھے کھڑا تھا۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ ان کا ہاتھ نہیں اٹھا تھا بس باقی کوئی کثر نہیں رہ گئی تھی۔

"وہ شخص اتنے گھٹیا الزام لگا کر گیا ہے۔۔۔ اور کہہ کر گیا ہے کہ اپنی بیٹی کو سنبھال کر رکھیں۔ جو الفاظ انہوں نے استعمال کیے ہیں میں تمہیں بتا بھی نہیں سکتا"

"بaba میں شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دیں"

اس نے گلوگیر لبھ میں اپنے باپ سے انتباہ کی تھی

"تم نے میرا مان توڑا ہے ایلے۔۔۔ میں کیسے یقین کر لوں تمہارا"

"بaba آپ جہاں کہیں گے میں شادی کرلوں گی بس آپ مجھ سے ناراض مت ہوئے گا۔۔۔ پلیز بaba"

وہ آگے بڑھی اور رہبر کے گلے لگ گئی۔ اس نے غلط کیا تھا، اس سے غلطی ہو گئی تھی، اس نے غلط راستہ چنا تھا، غلط انسان چنا تھا۔ اس نے ہر چیز کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اس کو ماں باپ سے جو بھی شکوہ تھا اس نے ان سے کرنے کی بجائے غیر انسان کو محبت سمجھ لیا

تھا۔ غلط صرف ایلاف نہیں تھی۔ غلط رہبر اور ہالہ بھی تھے۔ اس کو وہ توجہ اور محبت نہیں دی جو وہ چاہتی تھی اس کو مان تھا دیا لیکن بھروسہ نہیں دیا۔

"تم نے آج میرا سر جھکا دیا ہے ایلاف"

اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔ اور ہالہ بھی ان کے پیچھے گئی تھیں۔ آریان ایلاف کی طرف بڑھا اور اس کو گلے لگا لیا اتنی سی بات تھی اور ایلاف پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسکو سہارا ملا تھا اس مشکل وقت میں، کاش وہ سمجھدار ہوتی تو ایسی غلطی نہ کرتی۔

"بس کرو چھوٹی چھپکلی نزلہ لگا دیا ہے سارا میری شرط کو"

ایلاف روتے ہوئے ہنس دی تھی۔ اس سے الگ ہوئی اور اس سے معافی مانگنے لگی "تمہیں احساس ہوا یہی کافی ہے۔۔۔ اور مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ سے مانگو"

اس نے ایلاف کو تسلی دی کہ بابا ٹھیک ہو جائیں گے بس وہ اپنی اسٹیڈیز پر فوکس کرے، پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے وہ دیکھ لے گا سب۔۔۔ ایلاف کو ڈھیروں ڈھیر تسلی ہوئی تھی۔۔۔

"یہ آپ نے کیا کیا ہے آغا؟"

"کیا؟ جو مجھے ٹھیک لگا میں نے کیا"

"آپ نے ایلاف کو بد کردار کہا ہے وہ بھی اس کے باپ کے سامنے"

"تو کیا غلط کہا ہے؟ کسی لڑکے کی گرفتاری میرے لیے توبہ کردار نہیں ہو سکتی"

"وہ آپ کے بیٹے کی پسند ہے آغا۔۔۔ ہم میران کو کیا جواب دیں گے"

"پسند نہیں وقتی خواہش ہے، اسے کچھ نہیں ہو گا"

اتنے میں وہ گھر پہنچ چکے تھے جہاں ایک بڑا امتحان ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

ایلاف نے خدا سے دعا مانگنا شروع کی۔

"اے میرے اللہ میں آپکو چنتی ہوں۔ ہر اس شے پر جو مجھے آپ سے دور کرتی ہے لیکن بھلی معلوم ہوتی ہے۔ میرے رب میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ میں نے اپنے نفس کو اپنا رب بنائے رکھا، میں اپنے نفس کو راضی کرتی رہی۔ میں نے آپ کی ناراضی کا نہیں سوچا۔۔۔ میں لوگوں کو راضی کرنے میں لگی رہی۔ میں نے غلط قدم اٹھایا، پھر اس غلط قدم کی صحیح ثابت کرتی رہی یہ کہہ کر کہ میں اس انسان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مجھے میرے برے

وقت میں اُس نے دلاسہ دیا تھا۔ میں شرمندہ ہوں اللہ میں نے آپ کو چھوڑ کر شیطان کا دلاسہ قبول کیا۔ میں شرمندہ ہوں اللہ میں نے اُس دلاسے کو اُس محبت کو غلط خیالات کو اپنے پاک دل میں جگہ دی میرا دل آپ نے بنایا ہے اللہ اُس پر حق بھی آپ کا ہے۔ میں نے اس میں شیطان کو کیسے بسنے دیا۔ مجھے معاف کر دیں اللہ۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔"

وہ رو رہی تھی لیکن یہ آنسو اسکو پاک کر رہے تھے، اسکو احساس ہو گیا تھا کیا غلط تھا کیا صحیح تھا۔ بس اب وہ اللہ کو ناراض نہیں کر سکتی تھی۔

اس کو ہدایت مل گئی تھی۔ اس کو اب خدا کو، اپنے اللہ کو منانا تھا۔ اس سے لے کر اس کو آزمایا گیا تھا۔ وہ اب آزمائش میں مایوس نہیں ہو گی نہ ہی اللہ کو ناراض کرے گی۔ وہ سمجھ گئی تھی خدا کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ وہ اب وقت سہاروں کے پیچھے نہیں بھاگے گی۔

۔ دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب

کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

وہ گھر داخل ہوئے اور آتے ہی ان کو میران کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جو لاوا بنا بس پھٹنے کو تیار تھا۔

"کیا کیا ہے آپ نے بابا"

"مجھ سے سوال جواب کرنے کی بجائے اپنی زندگی پر فوکس کرو"

"بaba !!!"

وہ چلا یا تھا

"تمیز سے بات کرو، مت بھولو میں تمہارا باپ ہوں"

"باپ ہوتے تو یہ سب نہ کرتے"

آغا کا ہاتھ اٹھا اور میران کا گال سرخ کر گیا۔

"دیکھ لوں میں گا سب کو۔"

وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"میران میری بات سنو"

مہرین اپنے بیٹے کے پیچھے بھاگی تھیں۔ اور آغا کو آج بہت شدت سے اپنے کئی فیصلوں کے غلط ہونے کا اندازہ ہوا تھا۔

وہ اپنے کمرے کی ہر شے تباہ کر رہا تھا، وہ کوئی پاگل معلوم ہوتا تھا۔ مہرین نے جا کر اس کو روکا۔ یہ کیا کر دیا ہے آغا تم نے۔

"اما ایلاف مجھ سے بات نہیں کر رہی۔۔۔اما"

"میران چپ ہو جاؤ پلیز"

"اما، بابا ہمیشہ ایسے کرتے ہیں۔۔۔اما وہ۔۔۔وہ میری ہر چیز سے میرے ہر کام سے مسئلہ ہوتا تھا"

"میران"

"اما ایلاف نے کہا ہے وہ مجھ سے ہر تعلق ختم کر رہی ہے۔۔۔اس کے گھر میں اتنا مسئلہ بن گیا ہے"

وہ رو رہا تھا۔ اس کی کنٹرولنگ نیچر کے پیچھے بھی آغا کا ہاتھ تھا۔ اس کے غصے کے پیچھے بھی راز تھا۔ اس کو اپنی چیزوں کو ملکیت سمجھنے کی یماری بھی یہیں سے ہوئی تھی۔ آج اس سب کی وجہ سے سب کچھ خراب ہو گیا تھا۔ لیکن میران کو ابھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اب ایلاف کو نہیں چھوڑے گا۔ سب تباہ کر دے گا، ایلاف کو بھی۔ اس نے ٹھان لی تھی بدله لینے کی۔ وہ شیطان بن رہا تھا اور کسی کو خبر نہیں ہوئی تھی۔

عیسیٰ اور ایلاف کی بات کپی ہو چکی تھی اور ایلاف کے آخری سسیسٹر کے پیپرز کے بعد ان کی شادی طے پائی تھی۔ شادی کی تیاریاں زورو شور سے جاری تھیں اور صالحہ اور ہالہ تقریباً روز ہی مارکیٹ کے چکر لگا رہی تھیں۔ ہالہ اور رہبر ایلاف سے صرف ضروری بات کرتے تھے۔ ایلاف نے بہت دفعہ معافی مانگی تھی لیکن وہ اب بھی ایلاف سے ناراض تھے۔ آریان ایلاف کا موڈ ٹھیک کرنے اور ان سب کی صلح کروانے میں اہم کردار ثابت ہو رہا تھا۔ اس دوران میران کی طرف سے بلکل خاموشی تھی اور اس کو سکون حاصل تھا لیکن وہ اکثر راتوں کو روتی تھی۔ یہ سب بھلانا اتنا آسان نہیں تھا۔ اس نے اپنے نفس سے جنگ شروع کی تھی اور خود سے جنگ اتنی آسان نہیں ہوتی۔ لیکن وہ اللہ کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ اس نے اللہ کو اپنی پہلی ترجیح بنالیا تھا۔

آج ایلاف کا آخری پیپر تھا اور اگلے ہفتے اس کا نکاح۔ عیسیٰ نے بھی کبھی بات کرنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اور یہ بہت ہی خوش کن احساس تھا۔ وہ پیپر کے بعد اپنے جوابات کے صحیح ہونے کی یقین دہانی کر رہی تھی جب اس کے سامنے کوئی آکر بیٹھا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔ وہ کوئی اور نہیں میران تھا۔

"کیسی ہو ایلے"

"کیا کر رہے ہو تم یہاں؟"

ایلاف نے اپنی آواز کو اور آنسوؤں کو کنٹرول کیا

"اوہ! تو آپ سے تم --- تمہیں لگا تھا میں خاموش بیٹھوں گا"

"کیا کیا ہے میں نے؟"

"بے وفا ہو تم ایلاف بی بی"

ایلاف استہزا نئیہ نہیں

"میں او گاڑ مجھے میرے والدین کی نظر میں گرا یا گیا اور اس کے بعد کسی بھی چیز کی امید مجھے تم سے رہی نہیں ہے اس لیے تم اپنے رستے چلو اور میری زندگی میں دخل اندازی کی کوشش بھی مت کرنا۔"

"بے عزتی اوہ مجھے بابا نے سب سچ بتا دیا ہے کہ تم مجھ سے جان چھڑانے کے لیے یہ بہانے کرو گی، ویسے بھی نیک بننے کی بڑی آگ جو لگی تھی تمہیں"

"کیسا سچ"

ایلاف کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا

"یہی کہ بے عزتی تمہارے پیر نٹس کی طرف سے ہوئی ہے، میرے پیر نٹس مجھ سے جھوٹ تو نہیں بولیں گے نہ"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے تمہاری نظر میں میری جتنی عزت ہے صاف نظر آرہی ہے"

میران دھیما پڑا تھا۔ اس کو ایلاف کو مینو پلیٹ کرنا تھا۔

"دیکھو ایلاف میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہی"

"مس ایلاف رہبر"

وہ انہائی باوقار طریقے سے اس کے منہ پر جو تار سید کر چکی تھی۔

"اپنا ناقابل برداشت وجود اٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے میران آغا"

میران کا پارا چڑھا تھا۔

"غرق ہو جاؤ تم ایلاف۔۔۔ میں تمہیں برباد کر دوں گا۔"

"میرے ساتھ جو بھی ہو گا میں دیکھ لوں گی تمہیں خدائی فوجدار بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

میران کو پاسا پلٹتا نظر آیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایلاف اس سے دور ہو گئی تھی۔ بہت کچھ غلط ہو گیا تھا، بہت کچھ۔ ایلاف کو اگر کوئی امید یا پچھتاوا تھا بھی تو اب وہ بلکل ختم ہو گیا تھا۔ واپسی کا ہر راستہ اب اسے خود مکمل بند کرنا تھا۔

سلسلے توڑ گیا وہ سمجھی جاتے جاتے

ورنہ اتنے تو مراسم تھے کہ آتے جاتے

شکو نہ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا

اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

عیسیٰ اور صالحہ لان میں بیٹھے چائے سے لطف انداز ہو رہے تھے۔ دو دن بعد عیسیٰ کا نکاح تھا۔ صالحہ کب سے دیکھ رہیں تھیں عیسیٰ کچھ خاموش لگ رہا تھا۔

"کیا بات ہے عیسیٰ اتنے خاموش کیوں ہو"

"جی کوئی بات نہیں ہے"

"تم خوش تو ہونہ"

"جی بلکل خوش ہوں، آپ کو ایسا کیوں لگا"

"تم ملنا تو نہیں چاہتے ایلاف سے؟"

"نہیں میں اس طرح کا آدمی نہیں ہوں جانتی ہیں آپ مجھے اپنے سے"

صالحہ اپنے بیٹھے کو آنکھوں میں ڈھیروں فخر لیے دیکھ رہی تھیں۔

"فخر ہے مجھے تم پر"

وہ مسکرایا

"شکر یہ ماما"

"اور وہ آغا کا کیا بنا"

"ان کو منع کر دیا ہے میں نے ابھی تک تو خاموشی ہی ہے"

"چلو بہتر ہے۔ وہ تمہیں کنوں کرنے کی کوشش ضرور کرے گا"

"دیکھ لیں گے"

وہ دونوں بیک وقت مسکرائے تھے اور صالحہ نے دل ہی دل میں عیسیٰ اور ایلاف کے لیے ڈھیروں دعائیں کی تھیں۔

اس نے اپنے کمرے کی بالکنی سے دیکھا وہ لان میں ٹھیل رہی تھی وہ بھی کچھ دیر بعد اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

"یہ سرد جنگ کب تک چلے گی ماما بابا کے ساتھ"

"میں نے تو بہت کوشش کی ہے منانے کی"

آریان اب واقعی ایلاف کو لے کر پریشان تھا۔

"کیا تم واقعی میں خوش ہو عیسیٰ سے شادی کے لیے؟"

"خوش یا ناخوش ہونے کا مجھے نہیں پتا لیکن میں مطمئن ہوں"

"ہم چلو"

"کہاں؟"

اس نے اس کا بازو تھاما اور اندر لے جانے لگا

"کیا کر رہے ہو آریان کہاں جا رہے ہیں ہم؟"

رہبر اور ہالہ لاوٹھ میں بیٹھے شادی کے انتظامات کو ڈسکس کر رہے تھے۔

"ماما بابا، ایلے نے بات کرنی ہے آپ لوگوں سے"

رہبر اور ہالہ نے بیک وقت ایلاف کی طرف دیکھا دونوں اس کے بولنے کے منتظر تھے۔

"میں نے آپ سب سے بہت بار معافی مانگی ہے، اب میں اس گھر سے جانے والی ہوں تو کیا آپ مجھے

معاف نہیں کر سکتے"

ایلاف نے گلوگیر لبجے میں کہا تھا

"تم خود سوچو تمہاری غلطی قابل معاافی ہے؟"

رہبر نے ایلاف کو سپاٹ لبجے میں جواب دیا تھا۔ ان کا دل بھی اداں تھا لیکن وہ ایلاف کو معاف نہیں کر پا رہے تھے۔

"میں جانتی ہوں بابا، میں بہت شرمندہ ہوں"

"جاوہ یہاں سے ایلے"

ہالہ نے ایلاف کو کہا

"اب آپ مجھے دیکھنا بھی نہیں پسند کرتے"

"ایسا نہیں ہے"

"ایسا ہی ہے"

"کیسے معاف کریں ہم تمہیں تم نے مان توڑا ہے ہمارا"

ہالہ نے انہتائی کرب زدہ آواز میں کہا

"آپ مجھے معاف کیوں نہیں کر سکتے۔۔۔ آپ لوگ ہماری ہزار خوبیوں کو نظر انداز کر کے ہماری ایک غلطی پر سب تھے و بالا کر دیتے ہیں"

ایلاف کی آواز اوپنجی ہو رہی تھی

"اور تم لوگ اس ایک غلطی کو ٹھیک کرنے کی بجائے اس کے معاف نہ کیے جانے کو انا کا مسئلہ بنایتے ہو"

"میں سب ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ لیکن میں اکیلی کیسے سب ٹھیک کر سکتی ہوں جب قصور سب کا تھا"

ہالہ اور رہبر نے جیرانی سے ایلاف کو دیکھا

"ہم نے سب تو دیا ہے تمہیں ایلے کیا کمی تھی"

اس سب کے دوران آریان خاموش تھا وہ جانتا تھا ایلاف غلط نہیں کہہ رہی تھی

"محبت، قدر اور توجہ۔۔۔ آپ نے آسائشیں دی مجھے، اور چیونیٹیز دیں، اچھی تعلیم دی لیکن توجہ وہ

کہاں تھی۔۔۔ مجھے ماما سے بات کرنے کے لیے ہزار بار سوچنا پڑتا ہے اور بابا آپ۔۔۔ آپ اتنا بڑی ہوتے تھے کہ ہماری باتیں آپ تک ماما کے ذریعے ہی پہنچتی تھیں"

یہ نسلوں کی آپس میں جنگ تھی یہاں نہ معاافی قبول ہوتی ہے اور نہ یہاں کسی کو سنا جاتا ہے۔ رہبر کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ اقرار نہیں کرنا چاہتے تھے۔ غلطی صرف بچوں کی نہیں ہوتی ان کے ارد گرد کے ماحول کی بھی ہوتی ہے۔ ان کی غلطیوں پر وجہ پوچھنے کی بجائے طعن و ظن کا پھاڑ ان کے سر پر لاد دیا جاتا ہے۔ گھر والوں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو اتنی محبت اور توجہ دیں کہ وہ وقتی سہاروں کو محبت سمجھنے کی غلطی نہ کریں۔

"ادھر آؤ"

رہبر نے اسے اپنے پاس بلا�ا تھا اور وہ ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ آریان بھی ان کے گلے چکا تھا اور اب انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے اندر سننے کی حس پیدا کریں گے۔ بچوں کے مسئلے بچوں سے ہی پتا چل جائیں تو بہتر ہے۔

وہ کیفے کے دروازے میں کھڑا اپنا مطلوبہ ٹیبل ڈھونڈ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے نظر آگیا تھا۔

اور وہ اس طرف بڑھ گیا۔ اس نے اسے اپنی طرف آتا دیکھا لیکن کھڑے ہو کر ملنے کی زحمت وہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ٹیبل تک پہنچ کر خود ہی بیٹھ گیا تھا اور دوسرے شخص کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"دیکھو مسٹر میران تم جو کوئی بھی ہو۔۔۔ آئندہ میری بہن کو پریشان کرنے یا اس کو اپروچ کرنے کی کوشش مت کرنا"

میران استہزا نئیہ نہسا

"اچھا تو مطلب ہر جگہ میں قصور وار ہوں"

آریان آگے ہو کر بیٹھا۔

"یونیورسٹی میں ایلاف خود آئی تھی تمہارے پاس؟"

ایلاف نے آریان کو سب بتا دیا تھا چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"میں گیا تھا ایلاف کا شک دور کرنے"

"کیسا شک"

"یہی کہ اسے لگتا ہے کہ بد تیزی میرے پیرنس نے کی تھی"

آریان کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا تھا۔

"مسٹر میران میں وہیں پر موجود تھا۔ کب کس نے کیا کہا ہے مجھے سب معلوم ہے۔ یا تو تم بیوقوف ہو یا اصلیت سے بھاگ رہے ہو"

میران کی تیوری چڑھی

"بیو قوف تم سب ہو ، تمہاری بہن ہے۔ میں برباد کر دوں گا اسے"

"اوووو میاں حد میں رہو۔ بہن ہے وہ میری سمجھ آئی بات۔۔۔ اس تک پہنچنے کی تم کوشش بھی ہزار بار سوچ کر رکرنا"

"ہنہ دیکھ لیں گے"

"کل ایلاف کی شادی ہے مجھ سے تو شاید تم نجھ ہی جاؤ لیکن اس کا ہونے والا شوہر وہ صرف شکل سے شریف لگتا ہے۔ ایسی جگہ غائب کرے گا تمہارا باپ بھی نہیں ڈھونڈ پائے گا تمہیں"

آریان اتنا کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا۔ اور میران سوچ میں پڑ گیا تھا کہ مسئلہ آخر ہے کیا۔

وہ گھر میں داخل ہونے لگا تو گیٹ پر آغا کا سیکرٹری ہاتھ میں فائل تھامے کھڑا تھا۔ وہ اس تک پہنچا اور اس سے فائل کے بابت دریافت کرنے لگا۔

"میران سری یہ محمد عیسیٰ کی تمام معلومات ہیں، جو آغا صاحب نے تھی کچھ ہفتے پہلے منگوائی۔ اب کمل ہوئی ہے"

"اچھا دو ادھر مجھے"

"جی یہ لیں"

اس نے فائل تھامی اور گھر کے اندر بڑھ گیا۔ اسی اثناء میں اس کا فون بجھنے لگا۔ اس نے دیکھا اس کے دوست کا فون تھا جس کو اس نے ایلاف کے شوہر کا پتا لگانے کو کہا تھا۔

"ہاں بولو سیم"

"پتا چل گیا ہے اسکا۔ وہ بہت ہی بڑا بزنس میں ہے تمہارے والد جانتے ہوں گے اسے۔ انٹریئر ڈیزائنگ کی فیلڈ میں ہی ہے"

میران نے ہاتھ میں پکڑی فائل کو دیکھا اور اس سے گویا ہوا

"نام کیا ہے اسکا؟"

"محمد عیسیٰ"

میران کا دماغ گھوما تھا۔ یہ عیسیٰ کا بچہ ہر جگہ بازی مار رہا ہے۔ اس کو تو میں دیکھ لوں گا۔ اس نے فون کاٹا اور فائل پکڑ کر اپنے کمرے میں گھس گیا۔ اب وہ اس کے بارے میں جان کے ہی رہے گا۔

"ہے کون یہ ؟"

اس نے فائل کھوئی اس میں اس کا بچپن سے لے کر اب تک کا سارا ریکارڈ موجود تھا

"کیا کام کے لوگ رکھے ہوئے ہیں بابا نے اتنا ڈیٹا تو میں سارا سال بھی لگا دوں تو نہ ڈھونڈ سکوں"

اس نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ وہ ایک جگہ پر آ کر ٹھٹکا۔

"یہ کیا ہے؟ اس کے باپ کی جگہ یہاں پر خالی کیوں ہے۔"

اس نے صفحہ پلٹا اور جیسے ہی اس کی نظر اس خانے پر پڑی اس کے ہاتھ سے فائل چھوٹ کر گری تھی۔

آخر کار نکاح کا دن بھی آن پہنچا تھا۔ عیسیٰ اور ایلaf کا نکاح۔ نکاح سادگی سے ہی ارتیخ کیا گیا تھا۔ صرف خاندان کے لوگ شادی میں مدعو تھے۔ اس نے آف وائٹ گلر کا غرارہ زیب تن کر رکھا تھا۔ خوبصورت تو وہ پہلے ہی بہت تھی۔ لیکن آج وہ دلکشی کی تصویر بنی اپنا سر اپا آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ وہ مطمئن تھی۔ اللہ نے اس کے لیے جو چنا تھا وہ اس پر راضی تھی۔ کتنا پر سکون احساس تھا اللہ سے دوستی کا احساس، اللہ سے وفانہجانے کا احساس۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری اس نے اوپر کی طرف چہرہ اٹھایا

"میں راضی ہوں اللہ، آپ کے ہر فیصلے پر۔ آپ کی عطا پر اور اس پر بھی جو میرے پاس نہیں ہے، میں راضی ہوں"

اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ اس سے بڑھ کر اسے اور کچھ نہیں چاہئے تھا۔ ہالہ کمرے میں داخل ہوئیں اور اس کو دیکھ کر آنکھیں جھپکنا بھول گئی تھیں۔

"ماشاءاللہ میری بیٹی کتنی خوبصورت لگ رہی ہے"

اتنے میں باہر سے شور ابھرنا شاید بارات آچکی تھی۔ عیسیٰ نے بھی آف و اسٹ کرتا زیب تن کر رکھا تھا اور انتہائی جاذب نظر لگ رہا تھا۔ اتنے میں ایلاف کو نکاح کے لیے لا کر بٹھایا گیا۔ عیسیٰ اور ایلاف پھولوں کی چادر کے پردے سے ایک دوسرے کے دیکھ سکتے تھے۔ ایلاف بہت زیادہ گھبرا رہی تھی اس کی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ ہونے جا رہا تھا۔ نکاح کے لیے پہلے قاضی صاحب نے ایلاف سے پوچھا اس کو آخری مرتبہ اپنی زندگی کے تمام برے فیصلے یاد آئے تھے اور شاید یہ فیصلہ اس کے حق میں اچھا ہو اس نے عیسیٰ کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا تھا۔ اس کو اللہ کا فیصلہ قبول کرنا تھا بے شک اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ دوسری طرف سے بھی ایجاد و قبول کی صدائ گونجی اور ہر طرف خوشی کا سماں پیدا ہوا۔ ہالہ اور رہبر کی آنکھیں بھی نم تھیں اور آریان کی بھی لیکن صرف ہلکی سی، آج اس کی چھوٹی چھپکلی رخصت ہونے والی تھی۔ کتنا خوش کن اور عجیب لمحہ ہوتا ہے یہ بھی۔

عیسیٰ اور ایلاف کو ایک ساتھ بٹھایا گیا اور آریان ڈھیروں ڈھیر تصویریں لیے جا رہا تھا تاکہ کوئی ایک عجیب تصویر آئے اور وہ ایلاف کو تنگ کرے۔ صالحہ ایلاف اور عیسیٰ کے ساتھ بیٹھیں بہت خوش دکھائی دے رہی تھیں۔ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔ عیسیٰ نے اب بھی ایلاف کو صحیح سے نہیں دیکھا تھا۔ جب سب سٹج سے اتر کر چلے گئے۔ عیسیٰ نے ایلاف کو مخاطب کرنے کا سوچا۔

"میں آپ سے بات کر سکتا ہوں؟"

ایلاف کو لگا اس نے غلط سنا ہے۔ اس نے عیسیٰ کی طرف رخ موڑا

"جی؟"

عیسیٰ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ وہ بھول گیا تھا وہ کیا کہنے لگا تھا۔ اف وہ کنفیوز ہو رہا تھا۔

"آپ کچھ کہہ رہے تھے؟"

وہ اب بھی عیسیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ اور اس کو لگا سب تھم گیا ہے۔ ہر آواز ہر منظر سب بس وہ اسے دیکھ سکتا ہے اور اسے سن سکتا ہے یہ ایک طلسما تھا اور اس پر انتہائی خاموشی سے چھا رہا تھا۔ عیسیٰ نے اسے دیکھتے ہوئے سرنا میں ہلایا اور اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ اس کی آنکھیں نم تھیں اف !!! یہ کیا تھا۔ ہوش کرو عیسیٰ۔ وہ ایک لمحہ تھا لیکن اس احساس سے وہ پہلی مرتبہ روشناس ہوا تھا۔

"اگر آپ نکاح سے پہلے بات کرنے کو کہتے تو میں منع کر دیتی"

عیسیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی

"میں نے تو آپ کو دیکھا بھی نکاح کے بعد ہے"

ایلاف حیران ہوئی تھی کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟

"بے شک نیک عورتیں نیک مردوں کو ڈیزرو کرتی ہیں۔ اگر میں نیک نہ ہوتا تو شاید آپ کا ساتھ مجھے نہ ملتا"

اس کو عیسیٰ کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی اور اس پر تمام راز آشکار ہو چکا تھا۔ اس سے اگر کسی کو دور کیا گیا تھا تو اس کا باعث اللہ کی طرف رجوع تھا۔ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اللہ اپنے دوستوں کو بے قدر وہوں کے ہاتھوں ضائع نہیں ہونے دیتے۔

وقت گزرا اور رخصتی کا وقت ہوا۔ سب کی آنکھیں نم تھیں۔ ایلاف نے رہبر کا ہاتھ تھام رکھا تھا وہ ان سے مل کر ہالہ کی طرف بڑھی اور پھر آریان، وہ آریان سے ملتے ہوئے زیادہ ہی ایمو شنل ہو گئی تھی۔ رہبر نے اس کا ہاتھ عیسیٰ کے ہاتھ میں تھمایا۔

"خیال رکھنا میری ایلاف کا"

"جی بلکل"

اس نے ہاتھ تھاما اور اس سے چلنے کی اجازت مانگی۔

ایلاف رخصت ہو گئی تھی اور سب کچھ اداس لگ رہا تھا۔ ہالہ نے رہبر کے کندھے پر سر رکھا اور رو دیں انہوں نے ہالہ کو اپنے ساتھ لگایا اور اندر کی طرف بڑھ گئے۔ مہمان بھی آہستہ آہستہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو رہے تھے۔

وہ اپنے آفس میں اس فائل کو ہر جگہ ڈھونڈ چکے تھے۔ لیکن وہ نہیں مل رہی تھی۔ ان کے سیکرٹری نے تو کہا تھا گھر پہنچا دی ہے لیکن کسی نے وہ آفس میں نہیں رکھی تو کہاں رکھی ہے۔

"اس کو ڈھونڈ رہے ہیں آپ بابا؟"

میران دروازے میں کھڑا فائل لہرا رہا تھا۔

"ہاں ادھر دو تمہارے پاس کیا کر رہی ہے؟"

وہ آگے بڑھا اور اس نے فائل زور سے ٹیبل پر ماری

"کیوں اتنے آبسیس ہیں آپ عیسیٰ سے۔ میں سمجھ گیا ہوں"

میران کی بات ان کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔ اس نے فائل اٹھائی اور آغا کو تھمائی۔

"اتنی انفارمیشن میرے بارے میں بھی رکھا کریں۔"

اس کی آواز میں یہ بدلاؤ کیسا تھا کچھ تو بدلاتھا شاید وہ زیادہ روکھا ہو گیا تھا۔ وہ وہاں سے چلا گیا اور آغا نے اس فائل کو پڑھنا شروع کیا۔

"آج سے یہ بھی آپ کا گھر ہے"

صالحہ نے ناشتے کی ٹیبل پر موجود ایلاف کی طرف دیکھا جو پیلے جوڑے میں ملبوس انتہائی حسین لگ رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر صالحہ کو دیکھا۔ عیسیٰ ناشتے میں مصروف تھا۔

"کتنے دن کا آف لیا ہے تم لوگوں نے آفس سے"

ایلاف اور عیسیٰ کی نظریں ملیں۔ ایلاف کی آنکھوں میں ناسمجھی تھی۔

"میں تو ایک دو دن تک کا ہی آف لے سکتا ہوں۔ ایلاف جب مرضی چاہیں جوائن کر سکتی ہیں"

ایلاف کبھی صالحہ کو دیکھ رہی تھی کبھی عیسیٰ کو کونسا آفس کونسا آف۔ صالحہ نے مسکرا کر ایلاف کو دیکھا اور اس سے گویا ہوئیں۔

"اب آپ کمپنی کی فنی پرسنٹ شیرز کی مالک ہیں۔ یہ آپ کے حق مہر میں شامل تھا"

ایلاف نے حیرانی سے عیسیٰ کو دیکھا اس نے مسکرا کر ایلاف کو دیکھا۔ وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ اس کا ہمیشہ سے خواب تھا اپنا بنس کرنے کا۔ وہ بہت کریکٹو تھی۔ اس وجہ سے اس نے یہ ڈگری چوز کی تھی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کا خواب یوں پورا ہو جائے گا۔ وہ لوگ ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے اور ایلاف تھوڑی دیر صالحہ کے پاس بیٹھنے کے بعد کمرے میں آگئی تھی۔ کمرہ انتہائی نفیس، کریم اور براوون گلر کے امترانج کا تھا۔ اتنے میں عیسیٰ بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"آپ سے ایک بات کرنی تھی"

اس نے کمرے میں داخل ہوتے عیسیٰ کو مخاطب کیا

"جی جی کریں آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں"

"آپ نے حق مہر میں مجھے اپنی کمپنی کے پچاس پرسنٹ شیرز بھی دیے ہیں؟"

"کہیں تو ہنڈرڈ پرسنٹ دے دیتا ہوں بس اپنے ہاں نوکری پر رکھ لیجیے گا"

عیسیٰ کے گھر میں ایلاف کی پہلی ہنسی گونجی تھی۔ وہ انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔ شرماتی ہوئی ہنستی ہوئی، عیسیٰ کے چہرے پر بھی دلکش مسکراہٹ ابھری تھی اور یہ نہایت ہی دلکش احساس تھا۔

"کیا میں دو دن تک جوان کر سکتی ہوں؟"

"آپ جب بھی آنا چاہیں، موسٹ ویکم۔۔۔"

ایلاف نے نم آنکھوں سے عیسیٰ کی طرف دیکھا۔ عیسیٰ کو لگا شاید اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

"کیا ہوا ایلاف آپ رو کیوں رہی ہیں"

"میرا بہت بڑا خواب تھا بنس کرنا۔۔۔ ایسے اتنی جلدی اور آسانی سے پورا ہو گا میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔"

عیسیٰ نے ایلاف کے ہاتھ تھامے اور تھوڑا قریب ہوا۔

"یہ سب آپ کا ہی ہے۔۔۔ (وہ تھوڑا سا ایلاف کی طرف جھکا) مجھ سے سمجھیت"

ایلاف آگے بڑھی، اور عیسیٰ کے سینے سے جا لگی۔ اس نے ایلاف کے گرد اپنے بازو باندھے اور اس کے پیشانی پر بوسہ دے کر اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکا دی۔

"آپ کو پتا ہے عیسیٰ؟ آپ بہت اچھے ہیں"

وہ دلکشی سے مسکرایا

"میں جانتا ہوں ایلاف"

اس نے چہرہ اوپر اٹھایا اور اور عیسیٰ کی آنکھوں میں دیکھا

"ایلاف آپ کو پتا ہے؟ آپ بہت حسین ہیں"

"پتا ہے عیسیٰ جی"

"اچھی بات ہے ایلاف جی"

وہ دونوں بیک وقت مسکرائے تھے۔ خوبصورت زندگی کا احساس سراہیت کر رہا تھا۔

دن پر لگا کر گزر رہے تھے۔ ایلاف نے ایک مہینے بعد آفس جوان کیا تھا۔ آج اس کا پہلا دن تھا۔ اس نے عیسیٰ کو ابھی نہیں بتایا تھا کہ وہ آج سے جوان کر رہی ہے عیسیٰ آفس چلا گیا تھا۔ وہ بھی جلدی سے تیار ہو کر آفس پہنچی تھی۔ وہ تھوڑی نزدوس ہو رہی تھی۔ اور خوش بھی۔ وہ ریپیشنٹ سے عیسیٰ کے آفس کا پوچھنے لگی۔

"آپ کا نام"

"ایلاف رہبر"

"السلام علیکم میم آپ جا سکتی ہیں"

عیسیٰ نے ریسپشنسٹ اور راحم کو ایلاف کا بتایا ہوا تھا وہ جب بھی آئے اس کو کوئی دقت نہ ہو۔ اس نے انتہائی خوش اخلاقی سے ایلاف کو عیسیٰ کے آفس تک کا بتایا

"شکر یہ"

وہ راہداریوں میں سے گزرتی اس کے آفس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اس کے ناک کرتے ہی آواز آئی۔

"come in"

وہ فائلر میں الجھا بیٹھا تھا جب دروازہ ناک ہوا اس نے اجازت دی اسے لگا راحم ہے کب سے گیا ہوا تھا ب آیا ہے۔

"راحم تم بھی عجیب طرز کے آدمی—"

اس نے بے زاری سے بولتے ہوئے سامنے دیکھا تو ایلاف چلتی ہوئی اس کی طرف آرہی تھی۔ اس کا موڈ پل میں ٹھیک ہوا اور وہ خوش ہونے کے ساتھ ساتھ جیران بھی تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"ایلاف آپ؟"

وہ مسکرائی

"لیں پار ٹنر میں نے کہا جوائے کر لوں۔۔۔ کب تک بیچارے اکیلے کام کریں گے"

اس کا جاندار قہقہہ لگا تھا اور وہ ایلاف کی طرف بڑھا اور اسے ساتھ لگا کر اس کے سر پر بوسہ دیا۔

"شکریہ پار ٹنر۔۔۔ اینڈ ولکم ٹو یور آفس میم"

"شکریہ کس لیے"

"آپ کی کرم نوازی کے لیے۔۔۔ اب زیادہ وقت آپ کے ساتھ سپینڈ ہو گا"

"میں کام کو لے کر کافی سٹرکٹ ثابت ہوں گی"

اس نے عیسیٰ کی طرف دیکھا اور ایک ادا سے کہا

"معزرت محترمہ"

"معزرت قبول"

وہ آج عیسیٰ کو حیران کر رہی تھی۔ اس نے ایلاف کا ہاتھ تھاما اور آفس سٹاف سے انٹروڈیویس کروانے کے لیے لے گیا۔

"ولکم ٹو یور سکنڈ بس اینڈ مائی وائٹ ایلاف رہبر"

"ویکم میم"

سب نے بیک وقت کہا

"بہت شکر یہ--- آپ سب کا"

وہ مسکرا کر انتہائی خوش دلی سے سب سے ملی اور اب عیسیٰ اس کو اس کا آفس دکھا رہا تھا
جو عیسیٰ کے آفس کے سامنے ہی تھا۔

وہ اس تصویر کو پچھلے آدھے گھنٹے سے دیکھ رہیں تھیں۔ یہ تصویر کتنی کمل تھی نہ۔ کتنے
خوش تھے وہ لوگ۔ نہ جانے کون ان کی زندگی میں آگیا اور ان کا سب سے اہم رشتہ ان
سے لے گیا۔

"عثمان کیسی لگ رہی ہوں میں؟"

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم صالحہ--- سب سے زیادہ خوبصورت"

ماضی کو بھول جانا آسان نہیں ہوتا۔ اور برا مااضی یاد رہ جانا اس سے بھی بڑا عذاب ہے۔

"میں نہیں جانتی کہاں ہو تم، میں نے انتظار کیا شاید تم آ جاؤ لیکن تم، نہیں آئے۔۔۔ عیسیٰ کی شادی ہو چکی ہے بہت پیاری فیملی ہے ہماری۔۔۔ کاش تم بے وفا نا ہوتے"

یہ واحد تصویر تھی ان کے پاس جو انہوں نے ساری زندگی عیسیٰ سے بھی چھپا کر رکھی تھی۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا باپ ان دونوں کو بے یار و مدد گار چھوڑ گیا تھا۔ ان کے آنسو تصویر پر گر رہے تھے۔

اتنے میں باہر سے ایلاف اور عیسیٰ کی آوازیں آنے لگیں وہ آفس سے واپس آچکے تھے انہوں نے جلدی سے تصویر چھپائی اور کمرے سے باہر کی طرف بڑھیں۔

کیسے کہوں کہ چھوڑ دیا ہے اس نے بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوانی کی

"آپ کہاں جا رہے ہیں بابا؟"

آغا جلدی میں گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے جب میران نے آواز دی۔ انہوں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور بغیر جواب دیے گاڑی میں سوار ہوئے۔ ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظر وہ سے او جھل ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ منزل پر پہنچ چکے

تھے۔ وہ گاڑی سے باہر نکل کر اندر کی طرف بڑھے۔ اور کئی راہداریوں سے ہوتے ہوئے میٹنگ روم تک پہنچے۔ جہاں دو لوگ پہلے ہی ان کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

"معدِ رت مسٹر اینڈ مسز عیسیٰ آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا۔"

وہ کہتے ہوئے ان کے سامنے آئے۔ انہوں نے عیسیٰ سے ہاتھ ملا کر ایلاف کی طرف دیکھا۔

"یور گڈ نیم مسز عیسیٰ؟"

"ایلاف رہبر"

انہوں نے اچھنے سے اس کی طرف دیکھا لیکن فوراً اپنے تاثرات بحال کیے اور مسکرا کر ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دنیا میں کئی ایلاف رہبر ہو سکتی ہیں۔

"جی عیسیٰ تو آپ نے سوچ ہی لیا آخر"

"ہم کانٹریکٹ کے لیے تیار ہیں لیکن چند تراہیم کے بعد"

"کیسی تراہیم؟"

"اگر پراؤٹ میں کوئی خرابی یا ڈیلے آیا ہم جب چاہیں کانٹریکٹ ختم کر سکتے ہیں۔"

اس بار ایلاف بولی تھی۔

"ہم ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے"

جب کہ آغا کے سیکرٹری نے انتہائی حیرانی سے آغا کو دیکھا تھا۔ کیوں کہ ایسا مطالبہ پہلے کبھی نہیں مانا گیا تھا۔ عیسیٰ بھی تھوڑا حیران تھا کیوں کہ وہ اس بات کو آفرد کرنے کا جواز بنانے کے لئے تھے۔

"مجھے منظور ہے"

اتنا کہہ کر آغا اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے، عیسیٰ اور ایلاف بھی ساتھ کھڑے ہو چکے تھے۔ انہوں نے عیسیٰ سے ہاتھ ملایا اور ایلاف کی طرف بڑھے "کافی سمجھدار ہیں آپ ایلاف رہبر"

اس نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

اتنا کہہ کر وہ چل دیے۔ ایلاف نے عیسیٰ کی طرف دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔ آغا چلتے ہوئے رکے اور پچھے مڑ کر دیکھا۔ کتنے خوبصورت لگ رہے تھے وہ دونوں ساتھ میں۔ اور وہ باہر نکل آئے۔

"مجھے اب کوئی پچھتاوا نہیں ہے اپنے فیصلے پر ایلاف عیسیٰ کو ہی ڈیزرو کرتی ہے"

وہ جان گئے تھے ایلاف رہبر وہی ہے۔ اب کون کتنی حقیقت جانتا تھا یہ ان کو بھی معلوم نہیں تھا۔

آج ایلاف اپنے گھر آئی ہوئی تھی۔ آریان اور وہ مل کر پاستا بنا رہے تھے۔ بس اللہ کرے آج کچن میں دھماں نہ پچے۔ ایک گھنٹے بعد پاستا ریڈی ہو چکا تھا اور ایک باول میں ڈال کر وہ دونوں ٹیرس پر بیٹھے کھانے میں مصروف تھے۔ ساتھ ساتھ ان کی گوسپیں بھی چل رہی تھیں۔ بہنوں کو جتنا مزہ بھائیوں سے گوسپیں کرنے کا آتا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ آتا ہو۔

"تمہیں پتا ہے عیسیٰ میری اتنی تعریف کرتے ہیں"

"مزاک کرتا ہے بیچارہ۔۔۔ سیریس نہ ہوا کرو"

اس نے اتنا کہہ کر کالڈ ڈرنک کا گلاس منہ کو لگایا۔

"ہاں اب تم یہی کہو گے۔۔۔ کبھی تمہاری تعریف جو نہیں کی کسی نے"

"اوو اب پارٹی بدل لی تم نے"

"میں پارٹی نہیں بدلتی بس میری پارٹی میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں"

"او لیڈی ڈینا۔۔۔ ہوش کرو"

جی کوئیں ایز بیتھ آپ بھی زرا عقل کو ہاتھ ماریں۔۔۔ سارا پاستا اکیلے ہی رگڑ گئیں ہیں"

"چلو بھاگو یہاں سے اپنے عیسیٰ کے گھر۔۔۔ ویسے لڑکیوں کی بھی موج ہوتی ہے دو دو گھر، ایک میں دل نہ لگا تو دوسرے گھر۔۔۔"

"جی بلکل آپ کو بھی نہ رخصت کر دیں کسی کے ساتھ ؟"

"شرم کرو ایلے شادی شدہ ہو لیکن بچپنا اب بھی نہیں گیا"

ہالہ کی آواز ابھری تھی۔ اور آریان ایلاف پر ہنس رہا تھا بیچاری ہر بار پھنس جاتی تھی۔

"اما اس چوزے کی سائیڈ نہ لیا کریں ہر بار"

"ایلاف ف ف"

آریان ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اچھا ہوا چھوٹی چھپکلی کے ساتھ

"بد تیز۔۔۔ چلو جاؤ یہاں سے دماغ نہ خراب کرو"

"اچھا ویسے تمہاری تعریف ہوتی کس بات پر ہے آفس میں۔۔۔ کہیں تھیر ہی کی ضرورت تو نہیں ان لوگوں کو"

"میں میئنگر بہت اچھی ہینڈل کرتی ہوں۔۔۔ عیسیٰ کہتے ہیں ان سے بھی اچھی۔۔۔ اور رائولز تک میری تعریف کرتے ہیں"

"واہ بھئی۔۔۔ تمہارا کون رائیول بن گیا اتنی جلدی"

"میرے نہیں عیسیٰ کے، آغا نام ہے ان کا ان سے ہم نے کانٹریکٹ کے بارے میں ترمیم کی بات کی تھی وہ فوراً مان گئے تھے۔"

"آغا؟"

"ہاں مجھے بھی عجیب لگا تھا۔۔۔ لیکن اگر وہ وہی آغا ہوئے تو۔۔۔"

ان کی کوئی تصویر ہے تمہارے پاس؟"

"ہاں ہے"

اس نے اپنا موبائل نکالا اور اس میں سے تصویر نکال کر دکھائی جس میں آغا عیسیٰ سے ہاتھ ملا رہے تھے۔ آریان نے غور سے دیکھا وہ وہی تھے۔ میران کا باپ اور یہ سب تماشہ برپا کرنے والا۔۔۔

"یہ وہی ہے ایلے"

ایلاف نے ہر اس انظروں سے آریان کی طرف دیکھا

"اگر اس نے عیسیٰ کو کچھ بتا دیا تو"

"لیکن یہ تمہیں کیسے پہچانے گا اس نے تمہیں دیکھا تو نہیں ہوا"

"لیکن کل ہماری میٹنگ ہے ان کے ساتھ، جس میں ان کا بیٹا بھی شامل ہو گا اور وہ میران کے علاوہ کون ہو سکتا ہے"

ایلاف بہت زیادہ گھبرا رہی تھی۔ اگر عیسیٰ کو اس نے کچھ الٹا سیدھا کہہ دیا تو

"وہ کانوں کا کچا نہیں ہے ایلے۔۔۔ پریشان نہ ہو، اگر اس میران کے پچے نے کوئی مسئلہ کھڑا کیا تو دیکھ لیں گے اس کو بھی"

"لیکن مجھے بہت زیادہ پریشانی ہو رہی ہے"

اس کی آنکھوں میں خوف ہلکوڑے مار رہا تھا۔ آریان نے اسے اپنے ساتھ لگایا

"ایلے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ عیسیٰ ایسا نہیں ہے اگر کوئی مسئلہ ہوا تو وہ تم سے لازمی ڈسکس کرے گا۔۔۔ ریلکس"

ایلاف نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ اس کو کل کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

وہ گاڑی چلاتے ہوئے گا ہے بگا ہے ایلاف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ آفس کی طرف رواں تھے۔

"آج میٹنگ ہے، اس وجہ سے پریشان ہیں؟"

اس نے چونک کر عیسیٰ کی طرف دیکھا۔

"نہیں مجھے تو کچھ نہیں ہوا"

اس نے مسکرا کر عیسیٰ کو تسلی دی

"کوئی مسئلہ ہے تو ڈسکس کر سکتی ہیں آپ"

"کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں"

"اوکے"

اس نے سر ہلا کیا اور وہ آفس پہنچ چکے تھے۔ ایلاف کو ایک طرف اطمینان بھی تھا کہ اللہ اس کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے اس نے قربانی دی تھی اور وہ رائیگاں نہیں جائے گی۔

وہ لوگ میٹنگ روم میں پہنچ چکے تھے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ تھی آج جس میں آغا نے اپنے بیٹے کو انٹروڈیویس کروانا تھا اور اس کے بعد ٹینڈرز کے بارے میں ڈسکس کیا جانا تھا۔

ایلاف عیسیٰ کے ساتھ والی کرسی سنبھال چکی تھی۔ اور اس کا پاؤں مسلسل ہل رہا تھا۔ میٹنگ سٹارٹ ہونے کو تھی جب آغا آتے ہوئے دکھا اس کے پیچھے میران بھی داخل ہو رہا تھا۔ ایلاف کا دم گھٹ رہا تھا۔ اچانک اس پر ماضی کے پنے دوبارہ کھلنے لگے تھے۔ وہ اذیت، وہ جنگ سب یاد آنے لگا تھا۔ عیسیٰ نے ایلاف کی طرف دیکھا وہ کرب زدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"ایلے کیا ہوا ہے؟"

اس نے آہستہ آواز میں اس سے دریافت کیا۔ وہ پریشان ہو گیا تھا۔ وہ گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کچھ نہیں"

اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔

"آر یو شیور"

"ہم"

وہ زبردستی مسکرائی۔ عیسیٰ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور مسکرا دیا۔

میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔ آغا میران کا تعارف کرو چکا تھا۔ اور ایلاف بہت کانفلنس سے بیٹھی تھی۔ اس کی ایک غلطی عیسیٰ کی ساکھ خراب کر سکتی تھی۔ اور وہ ایسا ہونے نہیں دے سکتی تھی۔

میٹنگ بہت اچھی گئی تھی اور بہت چانسز تھے کہ اس بار بھی ٹینڈر عیسیٰ اور ایلاف کو ہی ملے گا۔

ایلاف میٹنگ کے بعد اپنے آفس میں ہی آگئی تھی۔ اس کے اعصاب جواب دے رہے تھے۔ اس نے ٹیبل پر سر رکھ لیا۔ اس کو محسوس ہوا اس کی آنکھیں نم ہیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کے آفس میں کوئی داخل ہوا اور آکر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسی ہیں مسن عیسیٰ"

وہ میران تھا۔ نہ جانے اب وہ کیا چاہتا تھا۔ اس نے سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔

"تمہیں کس نے اجازت دی ہے یہاں آکر بیٹھنے کی"

اس نے سپاٹ لبجے میں کہا۔

"او آئی ایم سوری۔۔۔ میم ایلاف وہ کیا ہے نہ عادت نہیں ہے آپ سے اجازت طلب کرنے کی"

"اٹھو اور دفا ہو جاؤ یہاں سے--- کوئی سیلف ریسپیکٹ نام کی چیز ہے یا نہیں"

ایلاف کی آواز تیز ہو رہی تھی۔ میران آگے کو ہو کر بیٹھا

"سیلف ریسپیکٹ کے نام پر آپ نے جو کیا ہے اس کو جسٹیفیاٹ کر سکتی ہیں آپ؟"

"مجھے جسٹیفیاٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے جو کیا ہے میں بخوبی جانتی ہوں اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم بچے رہو تو نکل جاؤ یہاں سے"

اس نے میران کو دکھایا تھا کہ اب وہ کمزور نہیں ہے جو اس کی باتوں میں آجائے گی۔

"آپ کے شوہر سے ملتے ہوئے جانا پڑے گا۔۔۔ ان کی بیوی کافی ہو اؤں میں ہے"

میران طنزیہ ہنسا تھا اور اٹھ کر جا چکا تھا۔ ایلاف کو ہر چیز گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس میں اب ہمت نہیں تھی وہ اٹھ کر عیسیٰ کے پاس جا سکتی۔ اس کی غلطی آخر کہاں تک اس کے پچھے آئے گی اس نے تو معافی مانگ لی ہے اللہ سے۔

وہ ایلاف کے آفس سے باہر نکلا تھا اس کو عیسیٰ راہداری میں ہی آغا کے ساتھ کھڑا نظر آگیا تھا۔

"مسٹر محمد عیسیٰ کیسے ہیں آپ؟"

"الحمد للہ۔۔۔"

"آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی تھی"

ایلاف اپنے آفس کے دروازے میں ہی کھڑی تھی۔ عیسیٰ کا رخ دوسری طرف تھا وہ اس کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میران نے ایلاف کی طرف دیکھا اور دوبارہ گویا ہوا۔ آغا خاموش کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا، نہ جانے نالائق اولاد اب کیا کارنامہ سر انجام دینے لگی تھی۔

"جی کریں کیا بات ہے۔۔۔ میں سن رہا ہوں"

"دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کی مسز سے کافی امپریس ہوا ہوں"

عیسیٰ کے ماتھے پر بل ڈلے۔ آگانے آنکھیں گھمائیں تھیں اور ایلاف وہ شکست خورده سی اپنی قسمت کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو امپریس ہونے کی ضرورت نہیں ہے میران صاحب"

عیسیٰ نے سپاٹ لبھے میں میران کو جواب دیا تھا۔

"اڑے کبھی نہ ہوتا اگر ان کو جانتا نہ ہوتا۔"

عیسیٰ نے اچھنے سے میران کو دیکھا۔

"آپ ایلاف کو کیسے جانتے ہیں؟"

"بڑا گھر ا تعلق رہ چکا ہے میرا ان سے--- گرل فرینڈ رہ چکی ہیں وہ میری"

عیسیٰ کا دماغ گھوما تھا۔ اس کا ہاتھ اٹھا تھا اور پھر وہ میران کو اندھا دھنڈ مارتا جا رہا تھا۔ آغا اس کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عیسیٰ کے سر پر جنون سوار تھا۔ ایلاف آخر کار صدمے سے باہر آئی تھی اور عیسیٰ کے پاس پہنچی

"عیسیٰ چھوڑیں اسے---"

وہ چیخ رہی تھی۔۔۔ لیکن کسی کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

"زبان کاٹ کے رکھ دوں گا میں تمہاری آئندہ اگر میری بیوی کا نام بھی لیا تو"

وہ اس کو مارے جا رہا تھا۔ میران نے سوچا بھی نہیں تھا عیسیٰ اس پر ہی دھاوا بول دے گا۔

"عیسیٰ"

اس نے عیسیٰ کو پیچھے کیا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آفس میں لے گئی تھی۔ اس کے ہاتھ پر خون کی لکیریں جم گئیں تھیں لیکن اس کو درد نہیں تھا وہ ایلاف کو دیکھ رہا تھا اس کے بولنے کا منتظر تھا اس نے اپنی سانس روک رکھی تھی۔ آخر وہ کیا کہے گی اب۔

"عیسیٰ آپ۔۔۔ آپ تحمل سے میری بات سنئیں پلیز"

اس نے گلوگیر لجھے میں کہا۔ عیسیٰ اسے مسلسل دیکھے جا رہا تھا جیسے اگر اس نے نظریں ہٹائیں تو وہ بیہیں گر جائے گا۔

”عیسیٰ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا اس نے کہا تھا۔۔۔ میں صرف اس کو پسند کرتی تھی۔۔۔ (عیسیٰ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا) لیکن ایسا کچھ نہیں ہے اب ، میں نے پوری رضا مندی سے آپ سے شادی کی تھی۔ میں نے جو کچھ بھی ماضی میں کیا وہ میری غلطی تھی۔ لیکن اب میں آپ کے ساتھ وفادار ہوں میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔ وہ اسی بات کا بدلہ لے رہا ہے۔۔۔ میں ایسے شخص کا انتخاب کیسے کرتی جس نے میرے دل کا میری ترجیحات کا احترام نہیں کیا۔۔۔ میں آپ سے محبت کرتی ہوں عیسیٰ آپ۔۔۔“

اس کی چلتی زبان کو بریک لگی تھی جب عیسیٰ نے اس کے گرد اپنے بازو لپیٹے اور اسے اپنے حصار میں لے کر اس کے کندھے پر سر رکھا۔ وہ خاموش ہو چکی تھی۔ وہ تیز تیز سب بیان کر رہی تھی اسے لگا تھا اب اگر وہ نہ بولی تو بہت دیر ہو جائے گی لیکن عیسیٰ کے پاس ایلاف کے لیے وقت وافر مقدار میں تھا۔

ایلاف نے بھی اس کے گرد بازو لپیٹے اور رو دی تھی۔ وہ کہیں نہیں گیا تھا اس نے اس کو نہیں چھوڑا تھا۔ اس کو معافی مل گئی تھی۔ اس نے اللہ کے لیے حرام چھوڑا تھا اللہ نے اس کو انعام دیا تھا۔

”مجھے معاف کر دیں اگر کبھی آپ کو ایسا لگا ہو کہ میں آپ پر بھروسہ نہیں کروں گا“

کچھ دیر بعد عیسیٰ کی بھاری آواز ابھری تھی اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

"آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں؟"

"بلکل بھی نہیں"

"آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں؟"

عیسیٰ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، نامیں سر ہلایا اور اس کے گال پر بوسہ دیا۔

"یہ تو سراسر الزام ہے زوجہ محترمہ۔۔۔ آپ سے تو صرف محبت ہو سکتی ہے"

ایلاف کی آنکھوں میں تشکر ابھرا اور اس نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ناکریں بندہ بشر لڑکھڑا کر گر سکتا ہے"

ایلاف کی دلکش ہنسی گونجی تھی اور خزاں ڈھل چکی تھی۔

"کتنی بار کہوں کہ ایسی حرکتیں ناکیا کرو۔۔۔ اب نتیجہ خود ہی دیکھ لو"

مہرین میران کی آنکھ پر برف رکھ رہی تھیں جب آگا نے بات کا آغاز کیا۔

"آپ کو کیا فرق پڑتا ہے میں جو مرضی کروں۔۔۔ آپ اپنی ڈیلز میری وجہ سے ختم تھوڑی کریں گے۔۔۔ جب کہ آپ جانتے تھے ایلاف کون ہے۔۔۔"

"مجھے فرق کیوں نہیں پڑتا۔۔۔ تمہیں کچھ ہوتا ہے تو سب سے زیادہ فرق مجھے پڑتا ہے"

اس نے خشمگیں آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا۔

"آپ نے عیسیٰ کو کچھ نہیں کہا اور میں جانتا ہوں آپ کہیں گے بھی نہیں۔۔۔ اُلٹا اُس سے معزرت کر آئیں گے"

آغا نے میران کو دیکھا مہرین خاموش تماشائی بنی سب دیکھ رہی تھی

"لیکن قصور تمہارا ہے میران۔۔۔"

"میں سب جانتا ہوں آپ کو اتنی ہمدردی کیوں ہوتی ہے عیسیٰ سے"

"مجھے اس سے ہمدردی کیوں ہوگی"

"بکل ہمدردی ہوتی تو اسکو اور اُسکی ماں کو تن تنہانہ کرتے آپ عثمان آغا"

اور آغا کے سر پر گویا گھر کی چھت آن گری تھی۔ میران سب جان گیا تھا۔ اس نے فائل پڑھ لی تھی۔ پڑھ تو آغا نے بھی لی تھی

"باپ کے خانے میں یہی لکھا تھا نا عثمان آغا صاحب"

مہرین اور آغا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ میران کو حقیقت پتہ چل جائے گی انکو اندازہ بھی نہیں تھا۔ پتہ تو انکو بھی کچھ عرصہ پہلے ہی چلا تھا کہ عیسیٰ کوئی اور نہیں بلکہ آغا کا بیٹا ہے جسے وہ ڈس اون کر چکے تھے۔ اور مہرین کے لیے وہ اپنی فیملی کو چھوڑ آئے تھے

"آپ کو لگا تھا آپ کسی کا دل توڑ کر اپنا آشیانہ بسا سکتے ہیں تو غلط لگا تھا۔ آج آپ کے پاس سکون نہیں ہے مجھے رشتؤں کو سنبھالنا نہیں آتا۔۔۔ میں نے ایلاف کو کھو دیا آپ کی وجہ سے بابا۔۔۔ میں حقیقت سے مزید نہیں بھاگ سکتا۔۔۔ میں جانتا ہوں ایلاف کی ماما کو آپ پہچان چکے تھے اس لیے آپ نے یہ سب کیا۔۔۔ آپ نے اپنی ہی اولاد کو بر باد کر دیا ہے۔ چاہے وہ عیسیٰ ہو یا میران ہو"

میران اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا اور آغا صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔

مہرین بھی وہاں سے جا چکی تھی۔

اگر میران عیسیٰ کے پاس گیا تو وہ سب بتا دے گا۔ آغا کو اگلا لائچہ عمل تیار کرنا تھا۔۔۔

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائیم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

- پرائیم اردو ناولز میں بھیتیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔ اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائیٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک ملک میں پہنچائیں۔ لیکن دھیان رہے کہانی بولڈ نہ ہو، کیونکہ بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے سخت و عیید آئی ہے۔۔
- اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنانا کر دیں گے۔
- ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیچ لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیچ کی پریموزن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔
- اپنے پیچ پر ہماری ویب سائیٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کر ک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

- اپنے ناولز کو ویب سائٹ کے ساتھ ساتھ دیگر سٹرینگ پلیٹ فارمز جیسے یو ٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔
- اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پرومو شنل پوسٹ بنانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔
- اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائیں کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔ کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : 03335586927

Prime Urdu Novels Group Link

<https://www.facebook.com/groups/517883045059344/>

"دیکھا وہ باز نہیں آیا نا۔۔۔ میں نے کہا بھی تھا کہ عیسیٰ بس شکل کا شریف ہے اس سے پنگا نہ لینا"

آریان نے چسپ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا عیسیٰ نے اس کے پوچھنے پر اس کو ساری بات بتائی تھی۔۔۔

"تم کب ملے تھے اس سے"

"شادی سے پہلے اس کو وارن کرنے گیا تھا۔۔۔ لیکن اس نے بھی آگ کو ہاتھ لگا کے تسلی کی ہے کہ گرم ہے"

ان دونوں کا قہقهہ لگا تھا۔ اتنے میں عیسیٰ کا فون بجھنے لگا۔ میران کا فون تھا۔

"یہ کیوں کال کر رہا ہے"

آریان نے آنکھیں گھمائیں

"اٹھا لو شاید کوئی بات رہ گئی ہو جس کی وجہ سے دو چار مزید چپیر ٹوں کا حقدار مقرر ہو جائے"

عیسیٰ نے فون اٹھایا

"عیسیٰ کہاں ہو؟ مجھے تمہیں کچھ ضروری بتانا ہے"

"اب بھی کچھ باقی ہے؟"

"عیسیٰ میں سیریس ہوں--- میں کل ایک فائل لارہا ہوں تمہارے پاس"

اتنا کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا

"جہرت ہے"

"کیا کہہ رہا تھا؟"

"کہہ رہا تھا کوئی فائل لائے گا۔"

"اب پہتہ نہیں کیا کارنامہ کرنا ہے اس نے اف"

"چھوڑ یار عجیب"

وہ دونوں اندر کی طرف بڑھ گئے تھے عیسیٰ ایلاف اور صالحہ آج ایلاف کے گھر آئے تھے آج جو کچھ بھی ہوا اس کو بھلانے--- اور فیملی کے ساتھ عرصہ ہوا ٹائم نہیں سپینڈ کیا تھا۔

کچھ دنوں بعد کا منظر ہے۔ میران عیسیٰ کے آفس پہنچ چکا تھا۔ وہ ابھی داخل ہی ہونے لگا تھا کہ اس کو راہداری میں ایلاف نظر آگئی اور وہ اس کی طرف بڑھا۔

اس نے وہاں سے جانا چاہا لیکن میران نے اس کو روک لیا

"ایلاف ایک منٹ میری بات سنو پلیز"

"اب کیا سنوں میں"

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں نے جو بھی کیا غلط کیا۔۔۔ لیکن میں خود غلط فہمی کا شکار تھا۔۔۔ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی؟"

"تم نے ہر چیز کو اپنی انا کے قلعے میں کھڑے ہو کر دیکھا۔۔۔ میرا فیصلہ میری ترجیحات تمہارے لیے کچھ معنی نہیں رکھتی تھیں"

"میں معافی مانگ رہا ہوں ایلاف۔۔۔ میں غلط تھا، بہت غلط لیکن مجھے مس گائیڈ کیا تھا بابا نے اور کیوں کیا اس کی وجہ بھی تم جان جاؤ گی"

"اوکے، اس سے پہلے جو تم نے کیا۔۔۔"

"میں بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دو ایلاف پلیز"

"ٹھیک ہے آئندہ مجھے اپنی شکل بھی مت دکھانا"

"ایلاف ایسے مت کہو پیز---- میں ایسا کیا کروں کہ تم مجھے پوری طرح معاف کر دو"

"کاش تم احترام کرنا سیکھ جاتے"

"پھر تم مجھے چن لیتی؟"

ایلاف نے ایک پل کو رک کر میران کو دیکھا

"مجھے جو ملا ہے وہ عطا ہے اور جو مجھ سے دور کیا گیا تھا وہ میری چنے کی بے کار حس تھی۔ میں نے تمہیں اللہ کے لیے چھوڑا تھا۔ اور مجھے اللہ کا چنا ہوا انسان ملا ہے۔ اس لیے آئندہ یہ سوچ بھی اپنے دماغ میں نہ لانا"

اتنا کہہ کر وہ آفس میں داخل ہو گئی تھی اور میران بھی شرمندہ سا اس کے پیچھے عیسیٰ کے آفس میں داخل ہو چکا تھا۔ عیسیٰ میران کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ایلاف عیسیٰ کے ساتھ صوفے پر براجمان ہو گئی اور میران ان کے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر رکھی۔ عیسیٰ نے پہلے فائل کو دیکھا اور پھر اس کو۔

"یہ سارا ڈیٹا ہے تمہارا، جس میں سے آدھا تمہارے ہی آفس سے لیک ہوا ہے"

عیسیٰ جانتا تھا یہ سب عارف نے کیا ہے جس وجہ سے وہ اسے پہلے ہی فارغ کر چکا تھا۔

"اور یہ تم مجھے کیوں دے رہے ہو؟"

"کیوں کہ اس میں وہ کچھ بھی ہے جو شاید تمہارے لیے جاننا بہتر ثابت ہو سکتا ہے"

اس نے ایک صفحہ کھولا اور اسے عیسیٰ کے سامنے کیا۔ عیسیٰ اسے دیکھ کر سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ سے فائل پکڑی۔ اس انسان کو تو وہ جانتا تھا لیکن اس رشتے کو، وہ نہیں جانتا تھا۔ اتنے میں راحم اس کے آفس میں ہانپتا ہوا داخل ہوا تھا۔

"آغا اس وقت آپ کے گھر پر ہے۔"

راحم نے عیسیٰ کے سر پر گویا بم پھوڑا تھا۔

وہ اپنے آفس سے بھاگنے کے سے انداز میں نکلا تھا ایلاف اور میران بھی اس کے پیچے بھاگ گئے تھے۔

وہ لاونچ میں بیٹھی کتاب پڑھنے میں مصروف تھیں جب دروازے پر بیل ہوئی۔ رخسانہ دروازہ کھولنے کئی تھی، لیکن اس کے ساتھ کوئی اندر نہیں آیا تھا۔

"کون آیا ہے رخسانہ؟"

انہوں نے اندر آتی رخسانہ سے پوچھا

"کوئی صاحب آئے ہیں۔"

اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ ایک شخص اندر داخل ہوا۔

پھر کوئی آیا دل زار

نہیں کوئی نہیں، اب یہاں کوئی نہیں

راہ رو ہو گا کہیں اور چلا جائے گا

("اس نے مجھے چھوڑ دیا ہالہ وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے "

وہ بکھر رہی تھیں۔ ہالہ نے ہر موڑ پر ان کا ساتھ دیا تھا۔ عیسیٰ ابھی بہت چھوٹا تھا نا جانے ممکن کیوں روتی رہتی تھیں۔

"میں زندہ نہیں رہ سکتی، ایسا نہیں ہو سکتا"

عیسیٰ کو کون سنبھالے گا۔ اس کی زندگی خراب ہو جائے گی۔ ممانے اپنے آنسو صاف کر لیے تھے۔ وہ ممکنہ کر مسکرا یا تھا۔

"میں نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا ہے۔ میں اب اس کا سایہ تک اپنی زندگی میں برداشت نہیں کر سکتی"

"مجھے کبھی کبھی لگتا ہے شاید وہ لوٹ آئے، میں چاہتی ہوں وہ آجائے"

مما ٹھیک ہیں، شاید جب لوگ بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اداس رہنے لگتے ہیں، مما بھی بڑی ہیں نہ اس لیے ان کی آنکھیں ہر پل نم رہتی ہیں)

ڈھل چکی رات بکھرنے لگا تاروں کا غبار

لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ

("میرے ساتھ اس نے ایسا کرنا تھا تو کیوں تھاما تھا میرا ہاتھ؟")

مما کبھی کبھی اوپھی آواز میں بولتی ہیں پتا نہیں کیا کہتی ہیں۔ شاید وہ کسی کو ڈانٹ رہی ہیں۔

"ایک کمی ہر موجودگی کو زائل کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے"

مما اب نہ اونچا بولتی ہیں اور نہ ہی روٹی ہیں وہ ہنسنے لگی ہیں۔ شاید ان کو میری ڈرائیگ اچھی لگتی ہے، میں بڑا ہو کے ڈرائیگ ہی کروں گا تاکہ میری مما خوش رہیں۔ وہ ڈیزائنسر بن چکا تھا۔ پاکستان کا جانا مانا انٹریئر ڈیزائنسر، اس کی ممانے گھر بنانا سکھایا تھا، اور اس نے گھر سجانا بھی سیکھا تھا۔ اب وہ مختلف گھروں کو سجا کر اپنا گھر تلاش کرتا تھا۔

"جو بھی ہوا ایسا ہی ہونا تھا، میں نے سب قبول کر لیا ہے"

میں اور مما اب خوش ہیں ہم نے آخر کار ایک دوسرے کو گھر بنانا اور سجانا سکھا دیا ہے)

ان کے ہاتھ سے کتاب چھوٹ کر گری تھی۔ ان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ اب بھی دیسا ہی تھا، مغرور چال کا مالک۔ جو ان کا گھر توڑ کر گیا تھا، جس کو وہ ماں بیٹا دوبارہ بناتا تو پچھے تھے لیکن ایک کمی وہ کبھی پوری نہیں کر سکے تھے۔ وہ چلتا ہوا قریب آ رہا تھا لیکن وقت جیسے تھم رہا تھا، ہر شے پس پشت جا رہی تھی۔ بس وہ آ رہا تھا۔

سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گزار

اجنبی خاک نے دھندا دیے قدموں کے سراغ

"عثمان"

ان کو اپنی آواز کسی کھانی سے آتی معلوم ہوئی۔ وہ ان کے پاس آ کر رکا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا بہت کچھ بتانے اور بہت کچھ جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

کمال شخص تھا کہ جس نے مجھے تباہ کیا

خلاف اس کے ہو سکا ہے یہ دل اب بھی نہیں

"کیسی ہو صالح؟"

"تم--- تم یہاں کیسے؟"

"بیٹھنے کو نہیں کہو گی؟"

وہ کہتے ساتھ ہی پاس پڑے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو، کیوں آئے ہو ہاں؟"

صالحہ صدمے سے نکل چکی تھیں۔ ان کو کمزور نہیں پڑنا تھا، وہ شخص ان کو چھوڑ گیا تھا۔ ان کی آواز اونچی ہو رہی تھی۔

"میں نے جو بھی کیا مجھے پچھتاوا ہے، مجھے تمہیں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا"

صالحہ نے حیران نظروں سے آغا کی طرف دیکھا

"او بہت اچھی بات ہے آپ کو خیال ہے اس بات کا"

"تم نے بھی تو عیسیٰ کو نہیں بتایا کہ اس کا باپ کون ہے؟"

اس نے صالحہ پر ملہبہ ڈالنے کی کوشش کی

"شکر کرو نہیں بتایا۔۔۔ اگر اس کو پتا ہوتا تو تم آج اس دھنگ سے میرے سامنے نہ بیٹھے ہوتے"

آغا صوفے سے اٹھ کر اس کے سامنے آکھڑا ہوا

"تم نے اس کو بہت قابل بنا دیا ہے۔۔۔ اس کی تربیت، اس کا ٹینٹ سب کچھ بہترین ہے، وہ آج خود کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔۔۔ کوئی نہیں جانتا س کا باپ کون ہے اور کوئی جاننا بھی نہیں چاہتا، لیکن میں (اس نے میں پر زور دیا) چاہتا ہوں ۔۔۔"

"خبردار اگر تم نے عیسیٰ کی زندگی میں عمل دخل کیا۔۔۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی"

انہوں نے آغا کو گریبان سے پکڑ کر جھنچھوڑا۔ آغا نے صالحہ کا ہاتھ اپنے کالر سے ہٹا کر دبوچا تھا اور چبا کر اس سے گویا ہوا

"میں اپنے بیٹے کو اون کروں گا ساری دنیا کے سامنے، وہ میرا بیٹا ہے اور تم بھی اس حقیقت کو جھੁڑا نہیں سکتی"

"تب کہاں تھے جب ہمیں تمہاری ضرورت تھی۔۔۔ جب ہمیں تنہا کر کے کسی اور عورت کے پیچھے چل دیے تھے۔ کہاں تھے تم، اب اگر وہ قابل بن گیا ہے تو تمہیں اپنا بیٹا یاد آگیا ہے؟"

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا اور کوئی تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"چھوڑو میری ماما کو"

اس نے آغا کو دھکا دے کر صالحہ سے دور کیا تھا۔

"عیسیٰ---"

صالحہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے عیسیٰ نے ان کو ساتھ لگایا۔ ایلاف بھی تک تک صالحہ تک پہنچ چکی تھی۔ وہ ایلاف کے گلے گلے کر رو دی تھیں۔

"چلے جائیں یہاں سے میں آپ کا لحاظ نہیں کروں گا"

"عیسیٰ میری بات تو سنو"

"کیا سنوں میں ہاں؟ کیا سنوں اپنی حرکتوں کو میرے سامنے جسٹیفائی نہ کریے گا"

وہ دھاڑا تھا اور سب سہم گئے تھے۔

"ایلاف ممکو لے جائیں یہاں سے"

"اوکے"

ایلاف صالحہ کو کمرے میں لے گئی تھی۔ میران بھی ایک طرف کھڑا سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔

"مجھے آپ سے یا آپ کے کسی بھی کام سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔۔۔ جائیں اور آئندہ ہماری زندگی میں واپس آنے کا سوچیئے گا بھی مت"

"عیسیٰ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے؟"

انہوں نے بے بسی کا مظاہرہ کیا تھا

"کس کس کو معاف کروں--- آپ کو میری ماما کی زندگی خراب کرنے کے لیے یا آپ کے اس بیٹے کو میری بیوی کی زندگی خراب کرنے کے لیے--- جائیں یہاں سے اور مجھے آئندہ اپنی شکل بھی مت دکھائیے گا"

عیسیٰ وہاں سے جانے لگا تھا لیکن میران کی آواز پر اس کے قدم منجمد ہوئے تھے۔

"بھائی"

اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا مڑ کر دیکھے گا تو وہ کمزور پڑ جائے گا۔ وہ ساری زندگی اس کی کا شکار رہا تھا، ایک کمپلیٹ فیملی۔ میران عیسیٰ کے سامنے آ کھڑا ہوا

"میرا اور آپ کا معاملہ کہیں نہ کہیں ایک جیسا ہے بھائی"

عیسیٰ میران کو ہی دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں کو دکھ ایک ہی انسان کی طرف سے ملا تھا۔ جو کہ ان کا باپ تھا۔

"کیسے ایک ہو سکتا ہے--- باپ کے بغیر زندگی میں نے گزاری ہے تم نے نہیں"

"میں نے باپ کے ساتھ رہتے ہوئے باپ کے بغیر زندگی گزاری ہے، مجھ سے جو بھی غلطیاں ہوئی ہیں مجھے وہ سب چیزیں نارمل لگتی تھیں صرف اس وجہ سے کہ میں اس ماحول

"میں بڑا ہوا تھا"

آغا کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا۔ وہ کتنی زندگیاں برباد کر گیا تھا۔ کتنے لوگ اس کی وجہ سے اپنی زندگیوں سے ناخوش تھے۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز"

عیسیٰ نے آگے بڑھ کر میران کو گلے لگایا تھا اور آغا وہاں سے چل دیا تھا اسے معافی نہیں چاہیے تھی اس کا مقصد عیسیٰ کا اس کے نام سے پہچانے جانا تھا۔ وہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ کاش وہ تھوڑی دیرانا کو پس پشت ڈال کر ندامت کو جگہ دیتا تو آج اس کو بھی سکون حاصل ہو جاتا۔

وہ دونوں صالحہ کو نیند کی دوا کھلا کر اپنے کمرے میں آئے۔ عیسیٰ کافی ڈسٹریب لگ رہا تھا۔ ایلاف نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے ایلاف کی طرف دیکھا اور اس پر سے بوجھ ہٹتا گیا۔ ایلاف آنکھوں میں ڈھیروں فکر سموئے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بیڈ پر اس کے قریب ہو کر بیٹھی تھی۔

"بلکل ٹھیک ہوں ایلے"

"آپ کو چائے بنایا کر لادوں؟"

"مجھے اس وقت چائے کی نہیں آپ کی ضرورت ہے"

اس نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا۔ اور ایلاف کا ہاتھ زور سے تھام لیا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی عیسیٰ"

"جائیے گا بھی نہیں۔۔۔ میں نے ساری زندگی رشتؤں کی کمی محسوس کی ہے۔ لیکن اب مجھے اپنا آپ مکمل لگتا ہے۔ آپ کا ساتھ مجھے مکمل کر گیا ہے، میری ہر کمی کے زائل کر گیا ہے۔"

ایلاف کی آنکھوں میں تشكیر ابھر اتھا عیسیٰ کی آواز بھی نم تھی۔ ایک رشتؤں کے ساتھ رہتے ہوئے توجہ سے محروم رہا تھا اور ایک کو رشتؤں سے ہی محروم کر دیا گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو پا کر مکمل ہو گئے تھے۔ عیسیٰ نے اس کے کندھے سے سر اٹھایا اور اس کو گلے لگایا۔ الگ ہو کر اس نے ایلاف کا ہاتھ چوما۔

"مجھے آپ کے ساتھ کے لیے چنا گیا ہے تا حیات بھی شکر کرتا رہوں تو کم ہے"

"میں شکر کرتی ہوں کہ مجھے آپ کو سونپا گیا ہے"

بیشک پروردگار بہترین دل رکھوالوں کو سونپتے ہیں۔ انہوں نے ہر مشکل میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ ایلاف اور عیسیٰ وعدہ نبھانا جانتے تھے۔

ایک نیم انڈھیرے کمرے میں سسکیاں گونج رہی تھیں۔

(وہ آخر تھک کر بیٹھ گئی تھی اور آسمان کی طرف چہرہ کر لیا۔ اُس سے گناہ ہو گیا تھا۔ اُس کو ایسا نہیں کرنا تھا لیکن اس کا نفس ہاں اب نفس قصور وار ہے۔)

دیوار پر لگے بہت سے فریمز کے شیشے چکنا چور تھے۔

(اسکو بار بار میران کے پیغام موصول ہو رہے تھے)

اور کمرے کی حالت بھی عجیب تھی۔ ہر طرف گرد تھی۔

(نفس کی غلاظت اُس کے دل پر پڑی ہوئی تھی)

لٹکی فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے وہ لٹکی اٹھی اور دیوار سے ایک فریم اٹارا اور اُس کو زور زور سے دیوار میں مارنے لگی وہ چیختی جا رہی تھی، چلا رہی تھی۔ وہ کوئی مجزوب معلوم ہوتی تھی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو اور بے بسی ٹپک رہی تھی۔ وہ

فریم فرش پر پھینک کر دوبارہ اوندھے منہ فرش پر لیٹ گئی اور اسکی سسکیاں گو نجھے لگیں۔ وہ یہ عمل ہر دس منٹ بعد دھراتی تھی۔

(کئی بار اُس نے میران کو سمجھایا لیکن اُس کی ناراضی کی وجہ سے وہ بے بس ہو جاتی تھی۔ لیکن پچھتاوا اُس کو سانس بھی نہیں لینے دیتا تھا۔)

ابھی تھوڑی ہے دیر گزری تھی اور کمرے کا دروازہ نیم وا ہوا اور ایک دم سے بہت سی روشنی کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ دروازہ روز یو نہیں کھلتا تھا اور وہ روز نظر انداز کرتی تھی اُسے اپنی آزادی نہیں چاہیے تھی پھر اُسے کیا چاہیے تھا۔ وہ جانتی تھی یہ دروازہ ابھی بند ہو جائے گا لیکن وہ اُس قید سے کیوں نہیں نکلتی۔ ہر چیز اختتام پر اچھی لگنے لگتی ہے۔ جیسے زندگی، سفر، قید یا آزادی اسکو اس قید سے نکلنا بھی تھا لیکن اس کو قید پسند بھی بہت تھی۔

(وہ کیسے میران کو چھوڑے۔ میران سے اُسے محبت تھی۔ وہ نہیں چھوڑ سکتی۔ ہدایت اُس کی طرف ہر پیغام کے ساتھ آتی تھی لیکن وہ نظر انداز کے دیتی تھی)

دروازہ بند ہو چکا تھا اور وہ بے بسی کی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ وہ اٹھی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے اب بھی جاری تھے۔ وہ ایک قیدی تھی جو کئی سالوں پہلے سچ بولنے پر قید کی گئی تھی۔ وہ قید سے نہیں بھاگتی تھی جانتی تھی وہ بھاگی تو وہ

دبارہ سچ بولے گی اور دوبارہ قید کر دی جائے گی۔ لیکن وہ کوشش کیوں نہیں کرتی بار بار قید سے آزاد ہونے کی کوشش کر کے کیوں نہیں دیکھتی شاید اسکو قید کرنے والے ایک دن سچ سنتے کا حوصلہ پیدا کر ہی لیں۔ اُس نے ہمت کیوں ہار دی وہ یہی سوچ رہی تھی اور اُس میں ہمت پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ کھولا جو ازل سے کھلا ہوا تھا روشنی بہت سی روشنی نے اُس کا استقبال کیا۔

(ایلاف کو ہدایت مل چکی تھی۔ اُس نے خدا کو اپنا ہاتھ تھما دیا تھا۔ شیطان کی چالوں سے وہ نچ نکل آئی تھی۔ ہدایت کے ساتھ ساتھ اس کو عیسیٰ کا ساتھ ملا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو مکمل کیا تھا۔)

وہ آخر کار اس قید سے آزاد ہو گئی تھی۔ اسکو قید کرنے والی وہ خود تھی اور آزاد کرنے والی بھی وہ خود تھی اُس پر تہمت لگانے والی وہ خود تھی اور بے گناہ ثابت کرنے والی بھی وہ خود تھی۔

(اس نے خدا کو چن لیا تھا، اپنی پہلی ترجیح بنا لیا تھا۔۔۔ اس نے اپنے ایلاف ہونے کی لاج رکھی تھی۔ وہ وفادار ٹھہری تھی)

جانتے ہیں وہ کون تھی۔ وہ ایلاف کا نفس تھا۔ جو رہا ہوا تھا۔ وہ نفس لوا مہ تھی۔ وہ آپ تھے وہ میں تھی۔ جب جب کسی گناہ سے خود کو روکا نفس لوا مہ ہی تھی جس نے پچھتاوا پیدا کیا۔ لیکن تم نے میں نے اور نہ جانے کتنے نفوس نے اُسکو قید کر دیا۔ اور اسکو آزاد کرنے والے بھی تم ہی تھے۔ اپنے نفس کی قید سے آزاد ہو کر دیکھو بار بار قید کیے جاؤ گے بار بار آزاد ہو جاؤ ایک دن آئے گا جب تم غالب ہو جاؤ گے اپنے نفس امارہ پر اور تب تمہیں آزادی کا مطلب سمجھ میں آئے گا۔

ایلاف آزاد ہو چکی تھی۔ اُس نے خود کو خدا کے حوالے کر دیا تھا۔ اُس نے اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لیا تھا۔ اسکو اللہ نے رسوا نہیں ہونے دیا تھا۔ اللہ اپنی پناہ میں آئے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔ وہ بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنا وقار قائم کر چکی تھی۔ اُسے لوگوں کے دیئے القاب سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ اُس نے بہت صبر کیا تھا۔ بہت پھرے بڑھائے تھے۔ وہ نیک لوگوں میں شامل کر دی گئی تھی۔ وہ ایلاف تھی اور اس نے خدا سے وفانجہائی تھی۔ اور اللہ نے اسے عیسیٰ جیسا ساتھی عنایت کیا تھا جو اس کے دل کا احترام کرنا جانتا تھا۔ اُس نے اپنے دل میں خالق کو جگہ دی تھی۔ تخلیق اسکا دل نہیں توڑ پائی تھی۔ اُس نے اپنے نفس سے خود

کو آزاد کروا یا تھا۔ خود سے بچ بولنے کی ہمت پیدا کی تھی۔ خود کو قید نہیں کیا تھا۔ آزاد کیا تھا۔ اسکو آزادی کا مطلب سمجھ میں آگیا تھا۔

"اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے

اپنی جان بچ ڈالتے ہیں، اور اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔"

ختم شد

چند باتیں جو میں اپنے پڑھنے والوں سے کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ کو احساس ہے کہ آپ غلط راستے پر ہیں تو اپنے لیے ہدایت مانگنا شروع کر دیں۔ نفس کی قید سے نکل آئیں۔ دنیا وی خواہشیں ایک مسلمان کے ایمان سے زیادہ طاقتور تو نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے خود کو سمجھیں، دیکھیں، پرکھیں اور اللہ سے وفانبھائیں۔ ہدایت کا سفر لمبا ہوتا۔ امید کرتی ہوں آپ سب کا سفر آسان ہو۔

آپ کی خیر خواہ

اورا